Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو

ایڈیٹر:- قاضی محمد ظہور الدین - اکمل

نمبر ۳ ‏ ۵ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء ‏ ۱۴ شوال سنہ ۱۳۴۹ھ ‏ جلد ۳۰

:: (مضمون) ::

توضیح المقال فی التصویر والتمثال

:: (محررہ) ::

مولانا تاج الدین صاحب لائلپوری (مولوی فاضل)

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپئے بیرون ہندوستان ۴ روپے

معمولی طلباء اور غیر احمدیوں سے ۲ روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریداران ریویو سے

ماہ فروری کا رسالہ وی.پی کر کے بھیج دیا تھا۔ تاکہ سنہ ۱۹۳۰ء کا بقایا اور سنہ ۱۹۳۱ء کی پیشگی رقم وصول ہو سکے۔ جن صاحبان نے یہ وی.پی وصول کر لئے ہیں۔ ان کا شکریہ۔ اور جنہوں نے انکار ی واپس کر دیئے ہیں۔ وہ خود ہی اپنے اس طرز عمل پر غور فرمائیں۔ ہم تو اپنا فرض بجا لا رہے ہیں۔ ہر مہینے مقررہ تاریخ پر رسالہ پیش خدمت کر دیتے ہیں۔ آپ اگر وقت مقررہ پر چندہ ادا نہ فرمائینگے۔ ہم اپنا کام کس طرح چلائینگے۔ اس وقت اس بات کی نہایت ضرورت ہے۔ کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کے لئے خاص کوشش کی جائے۔ چند مخلص نوجوان خدا کا نام لے کر اُٹھ کھڑے ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش مبارکہ کو پورا کرنے کے لئے ہر لکھے پڑھے احمدی کو اس رسالے کا خریدار بنائیں۔ اگر اس سال کم از کم پانچ سو خریدار نہ بڑھے۔ تو رسالے کا فنڈ نہایت کمزور ہو جائیگا۔ اور یہ سوال درپیش ہوگا۔ کہ رسالے کو کس طرح جاری رکھا جائے۔ جس کا جاری رکھنا نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ احباب جماعت احمدیہ میری اس بار بار کی درخواستوں کی طرف توجہ دیکر عنداللہ ماجور ہوں ؎

مسئلہ تصویر

اس رسالے میں مولٰنا تاج الدّین صاحب لائل پوری (مولوی فاضل) کا ایک مبسوط مضمون شائع ہوتا ہے۔ مولٰنا موصوف نے اس مسئلے کے ہر پہلو پر فاضلانہ سیر کن بحث کی ہے۔ قرآن مجید و احادیث نبویؐ و اقوال ائمہ سلف سب کے سب جو ضروری تھے جمع کر دیئے ہیں۔ اور ان کا صحیح مطلب بیان فرمایا ہے۔ ہمارے مسلک کے متعلّق جس قدر بھی اعتراضات تھے۔ مولٰنا نے ان کا تسلّی بخش۔ محققانہ جواب دیا ہے۔ امید ہے۔ کہ ناظرین کرام اس علمی معلومات کے بیش بہا خزانے سے پورا پورا فائدہ اُٹھائینگے۔ اور اس کی اشاعت میں بہرہ وافی لیکر خدا سے اجر پائینگے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

توضیح المقال فی التصویر والتمثال

مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا بھی پایا جاتا ہے کہ جو مطلق تصویر کی حرمت قطعی کا قائل ہے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث جلد ۲۷ ع‍۳۰ و ع‍۴۱ و ع‍۴۲ میں اسی امر پر خامہ فرسائی کی گئی ہے اور "قطعی طور پر تصویروں کی حرمت" قرآن مجید اور احادیث سے ثابت کرنیکی بے سود سعی کی گئی ہے۔

چونکہ "مولانا" صاحب نے حد اعتدال سے تجاوز کیا ہے اور کہا ہے کہ "بت مجسموں" کی طرح "محض تصویریں بھی مطلقاً حرام ہیں۔" (ع‍۳۰ ص‍۶) اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اس مسئلہ میں طریق صواب کی طرف ناظرین کی رہنمائی کی جائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اولاً مولوی صاحب کی بیان کردہ "دلائل حرمت" کے متعلق نمبروار عرض کرتا ہوں:۔

(۱) پہلی دلیل جو مولوی صاحب نے حرمت تصویر پر درج کی ہے وہ یہ آیت ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔ جس کا ترجمہ مولوی صاحب نے کیا ہے "سو بتوں کی گندگی سے بچتے رہو۔" تعجب! کہ اس سے فوٹو اور مروج تصویر کی طرف کیوں کر ذہن منتقل ہو گیا؟ اس میں تو "بتوں کی گندگی" یعنی عبادت سے بچنے کا ارشاد ہے نہ کہ فوٹو بنوانے کی ممانعت۔ چنانچہ ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ اور حضرت قتادہ وغیرہ نے اس آیت کے معنے یہی کیئے ہیں، کہ بتوں کی عبادت سے بچو۔ فاتقوا عبادۃ الاوثان (ابن جریر جلد ۱۷ ص‍۱۱۲ و ۱۱۳ صاوی جلد ۳ ص‍۸۶ و ۹۷) اور فتح البیان جلد ۶ ص‍۱۸۳ میں ہے المراد اجتناب عبادۃ الاوثان یعنی "مراد پرہیز کرنا ہے بتوں کی پرستش سے۔" (تفسیر ترجمان القرآن جلد ۲ ص‍۴۳۵)

ہاں مولوی صاحب نے وثن کے معنے المنجد سے الصنم بتا کر صنم کے معنے یہ لکھے ہیں۔ الصنم کل ما عبد من دون اللہ او کل ما یعبد ہ الوثنیون من صورۃ او تمثال (المنجد)

لیکن اول تو منجد استعمال الفاظ کے لئے قابل سند اور معتبر کتاب نہیں ہے۔ چنانچہ بعض ائمہ لغت نے یہ تصریح کی ہے کہ وثن کا اطلاق صورت ذی جثہ اور صنم کا اطلاق صورت غیر ذی جثہ پر ہوتا ہے جیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علامہ ابن اثیر وغیرہ (تاج العروس لسان العرب، السراج الوہاج جلد ۲ صفحہ ۱۳، عون المعبود جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، حاشیہ ترمذی صفحہ ۲۰۶ وغیرہ) گو آپ نے اسے مرجوح قرار دیا ہے مگر اس کی کوئی وجہ بیان نہیں فرمائی۔ اور اگر یہ مترادف اور ہم معنے بھی ہیں یعنی یہ کہ "وثن اور صنم ایک ہی چیز ہے" تو اس سے یہ کیسے لازم آیا، کہ وثن کے معنے محض تصویر کے بھی ہیں، یہ کیوں نہ کہا جائے کہ دونو کے معنے صورت ذی جثہ (مجسمہ) کے ہیں، جبکہ صنم کے معنے کتب لغت میں مجسمہ کے موجود بھی ہیں (تاج العروس، مفردات راغب وغیرہ) ہاں اگر آپ وثن کا استعمال "صورت بلا جثہ" میں قرآن وحدیث سے دکھا دیں یا مستند زبان عرب سے، تو بیشک آپ کا قول ماننے کے لائق ہوگا۔

(۲) دوئم یہ معنے بھی زیر بحث فوٹو کو شامل نہیں۔ کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ "صنم ہر وہ چیز ہے جسکی اللہ تعالیٰ کے سوا پرستش کی جائے۔ یا ہر وہ چیز ہے جس کو بت پرست پوجتے ہیں۔ محض صورت ہو یا مجسم ذی روح" (صفحہ ۶) پس صرف اسی صورت کو صنم کہا جائیگا۔ "جس کو بت پرست پوجتے ہیں" نہ کہ ہر ایک صورت کو ورنہ آپ قرآن مجید یا احادیث یا مستند زبان عرب سے کوئی ایسا حوالہ پیش کریں۔ جس میں شکل معبود (مجسم ہو یا محض صورت) کے سوا مثلاً آج کل کے فوٹو پر لفظ صنم کا اطلاق کیا گیا ہو۔ ودونہ خرط القتاد۔

(۳) سوئم۔ خود مولوی صاحب کا بیان ہی اس امر کی تردید کر رہا ہے کہ اس میں "حرمتِ تصویر" کا ذکر ہے، کیونکہ آپ اہلحدیث نمبر ۱۲ صفحہ ۱ میں فرماتے ہیں۔ "تصویروں سے منع کرنے کا زمانہ فتح مکہ اور اسکے ۲ھ تصویر کی حرمت نہ تھی۔ حالانکہ آیت مذکورہ سورۃ الحج میں واقع ہے جو از روئے "تحقیقِ حقیق" مکی سورۃ ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی صحیح ترین روایت میں یہی مروی ہے۔ دیکھو اتقان جلد ۱ صفحہ ۹ اور روح المعانی جلد ۵ صفحہ ۲۳۰ بخاری مجتبائی صفحہ ۶۹۳۔ تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ ۲۔ مدارک جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ معالم التنزیل بیضاوی۔ دُرالاسرار (مصنفہ محمود آفندی مفتی دمشق) السراج المنیر جلد ۲ صفحہ ۵۱۱۔ تفسیر ابی مسعود برحاشیہ تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۱۰۹ تفسیر محمدی منزل چہارم صفحہ ۲۲۷ وغیرہ میں بھی اسے مکی لکھا ہے۔ اور اگر اسے بقول البعض مدنی بھی تسلیم کر لیا جائے تو مدنی سے مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ جس میں خطاب اہل مدینہ کو ہو خواہ مکے ہی میں نازل ہوئی ہو۔ (اتقان جلد ۱ صفحہ ۹) پس اس سے بھی اس کا مدینے ہی میں نازل ہونا قطعی طور پر ثابت نہیں ہو سکتا اور اگر مدینے ہی میں نازل ہونا مان لیا جائے۔ تو ابتدائے ہجرت میں بھی اس کا نزول ہو سکتا ہے۔ یہ کیا ضرور ہے۔ کہ فتح مکہ کے بعد ہی ہُوا ہو۔ والدلیل علی من ادعی ذالک۔

چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی جس روایت میں اسے مدنی سورتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ اس میں صاف مذکور ہے۔ کہ یہ سورۃ مجادلہ اور سورۃ فتح سے بہت قبل کی نازل شدہ ہے۔ (اتقان جلد ۱ صفحہ ۱۱) اور سورۃ فتح کا

۲ھ بعد کا ہے یعنی "فتح مکہ سے پہلے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نزول ذی قعد سنہ ۶ھ میں یقینی ہے۔ پس یہ اس سے قبل ہی کی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سورۃ مجادلہ کی ابتدائی آیات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ سورۃ احزاب (کم از کم اسکی ابتدائی آیات) سے قبل کی نازل شدہ ہے۔ کیونکہ اگر بعد کی ہوتی تو آنحضرت صلعم حضرت خولہؓ کو ظہار کا مسئلہ صاف صاف بتا دیتے۔ کہ وہ سورۃ احزاب کی ابتدائی آیات میں بالتصریح مذکور ہے۔ اور سورۃ احزاب ۵ھ میں نازل ہوئی ہے۔ پس سورۃ الحج بہرحال اس سے قبل ہی کی ہو سکتی ہے۔ سو اگر یہ مدنی بھی ہے۔ تو بھی اس کا نزول فتح مکّہ سے بہت قبل کا ہے۔ پس اگر یہ صحیح ہے کہ فتح مکّہ سے قبل تصویر حرام نہ تھی تو پھر آیت مذکورہ سے کہ جو فتح مکّہ سے یقیناً بہت قبل کی ہے۔ "حرمتِ تصویر" پر استدلال کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ فتدبّر۔

نمبر۲۔ نھی رسول اللہ صلعم عن الصورۃ فی البیت وان یُصْنَعَ ذٰلک اس میں بھی "الصورۃ" سے مراد وہی شکل و صورت ہے جس کی پُوجا کی جائے۔ نہ کہ ہر ایک صورت۔ چنانچہ خود مولوی صاحب بھی اس کو علی الاطلاق نہیں مانتے، فرماتے ہیں "رسول اللہ صلعم نے گھر میں۔ باحترام ذی روح کی صورت رکھنے سے منع کیا ہے۔" (صـ۶) کیوں صاحب "باحترام ذی روح کی صورت" کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ اگر کسی خارجی دلیل سے یہ قید لگائی ہے۔ تو کیا ہمارا حق نہیں کہ ہم بھی اس "الصورۃ" کو التی للعبادۃ کی قید سے مقید کریں۔

ثانیاً صحیح حدیث میں "الا رقماً" کہکر آنحضرت صلعم نے نقشی اور عکسی تصویر کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔ پس اس سے فوٹو کی حرمت ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ وسیأتی ذکرہ۔

نمبر۳۔ ان رسول اللہ صلعم لما قدم مکۃ ابی ان یدخل البیت وفیہ الآلھۃ کہ آنحضرت صلعم نے بیت اللہ میں داخل ہونا پسند نہ کیا کیونکہ اس میں آلِھہ یعنی مشرکین کے معبود تھے۔ جسکے معنے خود مولوی صاحب نے بُت اور مجسمہ کے لکھے ہیں اور حاشیہ بخاری میں اس کے معنے اصنام لکھ کر آگے صنم کے معنے یہ لکھے ہیں کہ وہ بُت جو عبادت کے لئے رکھا ہُوا ہو الصنم، المنصوب للعبادۃ اور فتح الباری جلد ۸ صـ۲ میں لکھا ہے کہ صنم، لکڑی اور لوہے وغیرہ کے بت کو کہتے ہیں اور بخاری کی ایک روایت میں نُصُب کا لفظ بھی ہے پس اس حدیث کو مسئلہ زیر بحث سے قطعاً کوئی تعلّق نہیں۔

ثانیاً۔ عدم دخول کراہتِ تنزیہی کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔

نمبر۴۔ عن اسامۃ قال دخلت علیٰ رسول اللہ فی الکعبۃ فرئی صورا ... الخ اوّل تو یہ روایت کتب صحاح کی نہیں۔

ثانیاً۔ بیت اللہ سے تصاویر کو مٹانا اس وجہ سے تھا کہ وہ تصویریں اور بُت مشرکین نے بغرض و نیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شرک وہاں رکھی ہوئی تھیں۔ پس ایسی چیزوں سے بیت اللہ کو پاک اور صاف کرنا نہایت ضروری تھا۔ لیکن آجکل کے فوٹو ان مشرکانہ تصاویر پر قیاس نہیں کیے جا سکتے۔

ثالثاً۔ یہ تنزیہاً بھی ہو سکتا ہے نہ تحریماً۔

نمبر ۵۔ مدینہ میں پڑے ہوئے بتوں اور صورتوں کو مٹانے کی ترغیب دینا بھی امر زیر بحث پر کچھ اثر انداز نہیں کیونکہ وہ صورتیں یقیناً معبودان باطلہ کی تھیں۔ اور کسی معبود کی شکل و صورت مکان میں لٹکانا بے شک ناروا ہے۔ چنانچہ فتح الباری میں یہ حدیث درج کرنے کے بعد لکھا ہے وقال الخطابی انما عظمت عقوبۃ المصور لان الصور کانت تعبد من دون اللہ ولان النظر الیہا یفتن وبعض النفوس الیہا تمیل یعنی خطابی نے کہا ہے کہ مصوّر کی سزا اس لئے سخت ہے کہ تصویریں اللہ تعالیٰ کے سوا پوجی جاتی تھیں اور اس لئے کہ ان کی طرف دیکھنے سے بعض کو ابتلا آجاتا تھا بلکہ بعض لوگ انکی طرف مائل ہی ہوجاتے تھے۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۷) پس ایسے زمانے میں، جس میں کہ تصاویر، پرستش ہی کے لئے بنا کرتی ہوں، بیشک تصاویر کو مٹانا ضروری ہے تاکہ اس رسم بد کا جبھی طرح قلع قمع ہو سکے۔ لیکن آجکل کے فوٹو، یقیناً اس غرض اور شبہ سے خارج ہیں۔

نمبر ۶۔ حضرت عائشہؓ کے کپڑوں پر شکلیں اور صورتیں دیکھ کر آپؐ کا چہرہ اسی لئے سُرخ ہو گیا کہ وہ صورتیں بھی معبودوں ہی کی تھیں چنانچہ امام نووی نے کہا ہے ھذا محمول علیٰ من فعل الصورۃ لتعبد وھو صانع الاصنام ونحوھا وقیل ھی فیمن قصد المعنی الذی فی الحدیث من مضاھاۃ خلق اللہ واعتقد ذٰلک (السراج الوہاج جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۴۸۶) اور فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۶ میں علامہ طبری کا قول لکھا ہے المراد ھنا من یصور ما یعبد من دون اللہ نیز دیکھو عمدۃ القاری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۹) اور یا حضورؐ کی کراہت تصاویر کی وجہ سے نہ تھی بلکہ منقش کپڑے کو بطور زینت و سجاوٹ لٹکانے کی وجہ سے تھی چنانچہ ابو داؤد اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں عن زید بن خالد عن ابی طلحۃ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا تدخل الملائکۃ... قال فاتیت عائشۃ... فقالت خرج رسول اللہ صلعم فی غزاۃ فاخذت نمطا فسترتہ علے الباب فلما قدم فرای النمط عرفت الکراھیۃ فی وجھہ فجذبہ حتّٰی ھتکہ فقال ان اللہ لم یأمرنا ان نکسو الحجارۃ والطین (مسلم مصری جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ ابو داؤد مع عون المعبود جلد ۴ صفحہ ۱۲۱ مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۸۵) کہ زید بن خالد صحابی کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے ابو طلحہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ لا تدخل الملائکۃ .... الخ تب میں ان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس لے گیا۔ تاکہ ہم ان سے بھی اس کے متعلق دریافت کریں۔ سو ان سے عرض کیا۔ کہ ابو طلحہ ایسا ایسا کہتا ہے۔ کیا آپؓ نے بھی آنحضرت صلعم سے سُنا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں سُنا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن ایک واقعہ سناتی ہوں۔ کہ آپؐ کسی جنگ کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ بعد میں مَیں نے ایک کپڑا لٹکا دیا (مسلم کی بعض روایات میں ہے کہ اس میں گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔ وفی بعض روایاتِ مسلم تصریح بان ھذا النمط کان فیہ صور الخیل (عون المعبود شرح ابی داؤد جلد ۴ صفحہ ۱۲۲ "اور بعض نے لکھا ہے کہ اس نمط میں صورتیں گھوڑوں کی تھیں،، مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۵۳۶۔ قال النووی وکان فیہ صور الخیل۔ مرقات جلد ۳ صفحہ ۴۸۵) جب حضورؐ واپس تشریف لائے۔ اور آپؐ کی اس پر نظر پڑی۔ تو آپؐ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے۔ حتیٰ کہ میرے سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ پھر آپؐ نے وہ کپڑا اپھاڑ دیا۔ اور فرمایا "تحقیق اللہ تعالیٰ نے نہیں حکم کیا ہم کو کہ پہنا دیں ہم کپڑے پتھر اور مٹی کو،، (مظاہرِ حق۔ جلد ۳ صفحہ ۵۳۶) اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضورؐ نے تصاویر کی وجہ سے اس کپڑے کو نہیں پھاڑا۔ چنانچہ علامہ قطب الدین صاحب محدث لکھتے ہیں "سیاقِ حدیث یہ چاہتا ہے۔ کہ منع کرنا اور پھاڑنا بسبب صورتوں کے نہ تھا۔ بلکہ بسبب کراہت ڈھانکنے در و دیوار کے تھا۔ ساتھ کپڑے کے۔ جیسا کہ کہا کہ پھر فرمایا..... الخ (مظاہرِ حق جلد ۳ صفحہ ۵۳۶) اور اگر پھاڑنا وغیرہ تصویروں ہی کی وجہ سے مان لیا جائے تو پھر یہ کراہت تنزیہی پر محمول ہوگا نہ کہ تحریمی پر۔ جیسا کہ اوپر کی حدیث میں پھاڑنے کی وجہ محض دیوار پر کپڑا لٹکانا مذکور ہے حالانکہ یہ عند الجمہور، حرمت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ محض کراہت تنزیہی مقصود تھی (دیکھو عون المعبود جلد ۴ صفحہ ۱۲۱) نیز اِس حدیث سے اگر آپ ہی کی طرح استدلال کیا جائے تو پھر غیر ذی روح کی تصویر بھی حرام ماننا پڑیگی حالانکہ آپ اسے جائز کہتے ہیں بلکہ اس کے جواز پر اجماع کا دعویٰ کیا گیا ہے، نیل جلد ۱ صفحہ ۴۔ کیونکہ اس میں جو علت بیان کی گئی ہے وہ مشابہت بخلق اللہ ہے اور وہ درختوں وغیرہ کی تصویر میں بھی موجود ہے۔ فافہم۔

علاوہ ازیں دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ یہ ابتدائے امر کا واقعہ ہے۔ بعد میں الا رقماً کہکر آنحضرت صلعم نے کپڑوں پر منقش تصاویر کو مستثنیٰ کر دیا تھا۔ چنانچہ اسی روایت کے متعلق ابوداؤد و نسائی میں لکھا ہے کہ یہ خیبر یا تبوک کا واقعہ ہے۔ ارشاد الساری جلد ۸ صفحہ ۵۷۲۔ اور دوسری احادیث کو مدِّ نظر رکھ کر یہ خیبر ہی کا واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ پس یہ آپ کے مدعا کو ہرگز مفید نہیں ہے۔ کیونکہ آپ تو فتح مکہ (۸ھ) کے بعد حرمتِ تصاویر کے قائل ہیں۔ فاین المفر۔ چنانچہ اِس حدیث کے راوی حضرت قاسم بن محمدؒ کا بھی یہی مذہب تھا کہ غیر ذی ظل تصویر جائز ہے اگرچہ معلق ہو (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳)

نمبر ۷۔ عن ابی طلحۃ قال قال النبی صلعم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر یہ حدیث بھی مطلق نہیں بلکہ مقیّد ہے۔ چنانچہ خود مولوی صاحب نے بھی اس میں بعض قیود لگائی ہیں۔ جیسے لفظ ملائکہ سے کہ جو اس حدیث میں علی الاطلاق واقع ہوا ہے۔ ملائکۃ الرحمت مراد لئے ہیں۔ (ص) گو یہ بھی لکھدیا ہے۔ کہ "بعض علماء نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عام ملائکہ مراد لئے ہیں"۔ لیکن یہ مراد واقعات کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ کراماً کاتبین اور ملک الموت کا ہر شخص کے پاس آنا مسلمات میں سے ہے۔ (رسالہ فوٹو کا شرعی فیصلہ صف۹ مرتبہ مولوی احمد علی صاحب لاہوری) اسی طرح اس میں "کتے" کا بھی ذکر ہے۔ حالانکہ کلاب الماشیہ والصید وغیرہ اس سے مستثنیٰ تسلیم کیے گئے ہیں (دیکھو فتح الباری عینی۔ قسطلانی۔ مظاہر حق۔ مرقات) پس اس حدیث کے الفاظ کو علی الاطلاق سمجھنا غلطی ہے۔ بلکہ تصاویر سے مراد ایسی تصاویر ہیں کہ جو معبودانِ باطلہ کی ہوں۔ اور بیشک جہاں وہ تصاویر ہوں۔ کہ جو پرستش کی نیت سے بنائی یا رکھی گئی ہوں۔ وہاں ملائکۃ الرحمت کا دخول نہیں ہوگا۔

دوئم۔ اس کے راوی حضرت ابو طلحہ سے حضرت زید بن خالد نے بھی یہ روایت کی ہے (بخاری باب التصاویر) اور باوجود اس کے ان کے دروازے پر ایسا کپڑا ہوتا تھا۔ جس میں تصاویر تھیں (اہلحدیث نمبر ۳۰ مک) پس اس سے نقشی تصاویر مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ یہ استثنیٰ خود حضرت ابو طلحہؓ نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہے الا رقماً فی ثوبٍ۔ (بخاری مجتبائی صفحہ۸۸۰ نسائی صفحہ۲۸۷) اور خود حضرت ابو طلحہ بھی، گو پسند نہ کرتے تھے مگر نقشی تصاویر کی حرمت کے قائل نہ تھے، جیسا کہ حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ کی روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے (نسائی صفحہ۲۸۷ باب التصاویر)

سوئم۔ "بعض نے کہا ہے۔ کہ فرشتوں سے جبرائیل، میکائیل مراد ہیں"، تیسیر الباری پ۲۴ حاشیہ صفحہ۲۷ نیز دیکھو قسطلانی جلد ۸ صفحہ۴۸۵ عینی جلد ۱۰ صفحہ۳۰۷) پس چونکہ آپ ملائکۃ الوحی کا آنا، آنحضرت صلعم کے بعد جائز نہیں سمجھتے اس لئے آپ کے مسلک کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ حضورؐ کے بعد تصویریں جائز ہیں، چنانچہ بعض نے یہی کہا ہے اور اس کی نظیر میں حدیث لا تصحب الملائکۃ رفقۃً فیھا جرس کو پیش کیا ہے کہ یہ بھی رسول اللہ صلعم کے ساتھ مخصوص ہے (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ۲۹۵ تیسیر الباری پ۲۴ صفحہ۲۷) اور اگر مخصوص نہ بھی ہو، تو بھی مذکورہ قول کے مطابق صرف اس مکان میں تصویر لگانا، یا رکھنا درست نہیں ہوگا جس میں ملائکۃ الوحی آتے ہوں نہ کہ ہر ایک میں۔ فافھم۔

چہارم۔ یہ نہی تنزیہی پر محمول ہے جیسا کہ اسی قسم کی ایک اور حدیث لا تصحب الملائکۃ رفقۃً فیھا کلبٌ ولا جرسٌ کے متعلق شارح مسلم لکھتا ہے کہ "یہ نہی تنزیہی ہے" (المعلم جلد ۵ صفحہ۲۱۹)

نمبر ۸۔ حضرت علی کا مصور پردہ دیکھ کر آنحضرت صلعم واپس ہو لئے۔ اس سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضورؐ کا واپس تشریف لے جانا کراہت تنزیہی پر بھی محمول ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ کراہت، جواز کے منافی نہیں ہوتی فتأمل۔ چنانچہ ایک اور موقعہ پر حضرت علیؓ ہی کے گھر حضورؐ دعوت کیلئے تشریف لائے لیکن دروازے ہی سے گھر کے کونے میں ایک کپڑا منقش (وعند البعض غیر منقش) پڑا دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرأى القرام قد ضُرِب فی ناحیة البیت فرجع الحدیث رواہ احمدؐ وابن ماجہ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۸)

تو کیا ایسے گھر میں، جس میں کوئی منقش کپڑا پڑا ہو، جانا حرام ہے؟ یا کیا ایسا کپڑا رکھنا حرام ہے؟

ثانیاً۔ یہ بھی ابتدائے امر کا واقعہ ہے بعد میں نقشی تصاویر کی اجازت دے دی گئی تھی۔ پس یہ حدیث منسوخ سمجھی جائیگی۔ لہٰذا اس سے حُجّت پکڑنا غلط ہے، کیونکہ آخری بات قابل حُجّت ہوتی ہے نہ کہ پہلی انما یؤخذ من امر رسول اللہ الاٰخِر فالاٰخِرُ (ای یجعل الاٰخر اللاحق ناسخا للاول السابق) (بخاری صفحہ ۶۱۳) اور یہ کہ امر متنازعہ فیہ میں پہلی بات کونسی ہے اور پچھلی کونسی؟ اس کے لئے علامہ عینی، محدث، شارح بخاری کا بیان سنئے! لکھتے ہیں:۔ وانما نھی الشارع اولًا عن الصور کلھا وان کانت رقما لانھم کانوا حدیثی عھد بعبادۃ الصور فنھی عن ذٰلک جملۃ ثم لما تقرر نھیہ عن ذٰلک اباح ما کان رقما فی ثوب للضرورۃ۔ یعنی ابتداءً شارع علیہ السّلام نے ہر قسم کی تصویروں سے منع فرما دیا گو وہ منقش ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ اہل عرب ابھی ابھی تصویر اور اصنام پرستی، چھوڑ کر نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے، اس لئے آپؐ نے جملہ تصاویر سے روک دیا۔ لیکن جب یہ ممانعت ان کے دلوں میں خوب گھر کر گئی تو وہ تصاویر جو کپڑے میں منقش ہوں، حضورؐ نے جائز کر دیں (عینی شرح بخاری جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۳) پس اس قسم کی تمام روایات ابتدائی ہونے کی وجہ سے منسوخ ٹھیریں گی۔

نمبر ۹۔ قال رسول اللہ صلعم اتانی جبرئیل فقال انی اتیتک اللیلۃ فلم یمنعنی ان ادخل البیت .... الخ یہ ابتدائے امر کا واقعہ ہے، کیونکہ بعد میں آپؐ نے الا ما کان رقما فرما کر اس کی اجازت دے دی ہے، ایک اور حدیث میں ہے کہ کمرے میں تصاویر کی موجودگی میں حضورؐ نماز پڑھتے رہے (بخاری۔ مُسلم۔ نسائی) پس اگر وہاں دخولِ ملائکہ ہی ممتنع تھا، تو پھر نماز کیسی؟ پس یہ واقعہ منسوخ ماننا پڑیگا۔ یا جبرئیل کا عدم دخول، کراہت تنزیہی پر محمول ہوگا نہ تحریمی پر۔ جیسا کہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے تو ان کے دروازے پر کپڑا دیکھ کر اندر داخل نہ ہوئے بلکہ واپس تشریف لے گئے۔ اور جب تک حضور صلعم نے وہ کپڑا ان کے گھر سے نکلوا نہیں دیا۔ آپؐ تشریف نہیں لے گئے۔ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلعم اتی فاطمۃَ فوجد علٰی بابھا سترا فلم یدخل ... الخ (ابوداؤد باب فی اتخاذ الستور) حالانکہ دروازے پر کپڑا لٹکانا حرام نہیں چنانچہ ایک دفعہ حضرت ابن عمرؓ کے گھر میں صحابہؓ دعوت میں شریک ہوئے حالانکہ ان کی دیوار پر کپڑا لٹکا ہوا تھا (تیسیر الباری پ ۲۱ صفحہ ۴۷ ارشاد الساری جلد ۸ صفحہ ۹) پس اگر یہ حرام ہوتا تو صحابہؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہاں ہرگز نہ بیٹھے رہتے اور نہ حضرت ابن عمرؓ ایسا کرتے۔ اذلوکان حراما ما قعد الذین قعد وامن الصحابة ولا فعله ابن عمر (قسطلانی)

نمبر ۱۰۔ قال النبی امرنی ربی عز وجل بمحق المعازف والمزامیر والاوثان والصلب اوثان وصلب یعنی بتوں اور سولی کی بھی چونکہ پرستش ہوتی تھی۔ (حاشیہ نصر الباری پ ۲ ص ۲۳ مظاہر حق جلد ۳ ص ۲۳۶ وغیرہ) اس لئے ان کا دُور کرنا بے شک آپؐ کا کام تھا، اور کون کہتا ہے کہ بُت بنا کر گھروں میں رکھا کرو یا صلیبیں گلے میں لٹکائے پھرو۔ اس کو امر متنازعہ فیہ سے کیا تعلق؟

نیز یہ روایت احمد میں ہے، جس کے متعلق لکھا ہے کہ "اس میں ضعیف حدیثیں بہت ہیں" (عجالہ نافعہ ص ۶۱)

نمبر ۱۱ و ۱۲۔ ان حدیثوں میں تو تصویر کا لفظ بلکہ اشارہ تک نہیں نامعلوم انہیں کیوں درج کر دیا۔ جاہلیت کی رسوم (جنہیں اسلام نے حرام قرار دیا ہو) بیشک ممنوع ہیں۔ اسی طرح ناجائز وناروا باتوں میں کسی غیر قوم سے مشابہت پیدا کرنا یا ان کی تقلید کرنا بھی ممنوع ہے۔ مگر پہلے "قطعی طور پر تصویروں کی حرمت" قرآن و حدیث سے ثابت تو کرلیں پھر ان باتوں سے استدلال بھی کریں ورنہ خرط القتاد۔

آخر میں "مولانا" صاحب نے تصویر کے "کچھ نقائص و مضار بھی بتائے" ہیں، کہ جن کو مذہبی نقطہ نگہ سے نقائص کہا جا سکتا ہے، بشرطیکہ پہلے "حرمت تصویر" از روئے قرآن و حدیث تسلیم کر لی جائے لیکن چونکہ اس کی حرمت قطعی پر کوئی دلیل شرعی موجود ہی نہیں، لہٰذا اس کے یہ "نقائص و مضار بھی" مسلّم نہ رہے۔

اب میں مسئلہ تصویر کے متعلق اپنا عقیدہ اور اس کی دلائل عرض کرتا ہوں سو واضح ہو کہ ہمارے نزدیک مطلق تصویر کی حرمت قطعی نہیں ہے اور اسکی حرمت لذاتہ نہیں ہے بلکہ لغیرہ ہے یعنی اگر یہ پرستش و عبادت کیلئے بنائی جائے۔ تو بلاریب حرام اور ناجائز ہے۔ لیکن اگر کسی صحیح اور مفید غرض کی بناء پر بنائی جائے۔ تو اسے حرام قرار دینے کے لئے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔

اور امر محقق یہی ہے کہ اشیاء میں اصل حلت اور اباحت ہے نہ کہ حرمت اور کراہت۔ پس جب حرمت کی علت اور سبب (پرستش و عبادت) مفقود ہو تو یہ حرام نہ رہیگی، کیونکہ یہ اپنی ذات میں حرام نہیں بلکہ اسی علت کی وجہ سے حرام ہے۔ فتدبّر۔

قرآن مجید اور تصاویر

قرآن مجید سے بھی صریح طور پر اسکے جواز کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ سورۂ سباء میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ[۱] کہ جن "بناتے اس کے واسطے جو چاہتا قلعے اور تصویریں"۔ (ترجمان القرآن جلد ۱۲ ص ۱۹)

[۱] اس آیت سے ایک قوم جواز تصویر استنباط کرتی ہے۔ (۸۸) (دیکھو روح المعانی جلد ۷ ص ۱۲۵) منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اگر تصویر کی حرمت لذاتہ ہے تو لازم آتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام نعوذ باللہ ایک ناجائز اور حرام فعل کے مرتکب ہوتے تھے وھذا اللازم باطلٌ فالملزوم مثلہ۔

ثانیًا۔ ان تصاویر و تماثیل سلیمانیہ کو انعامًا محلِ مدح میں ذکر فرمایا ہے۔

پس یہ بالکل غیر معقول بات ہے کہ ایک چیز حرام بھی ہو اور پھر انعام الٰہی بھی ہو۔ حاشا و کلا۔

ثالثًا۔ کیا قرآن مجید کی کسی آیت سے تصویر کا کُلّیۃً حرام ہونا معلوم ہوتا ہے؟ اگر نہیں اور یقینًا نہیں تو پھر فبھدٰھم اقتدہ اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے ماتحت اللہ کے ہر رسول کا اسوہ اور فعل ہمارے لئے قابل اقتدا اور سند ہے۔ اس کے متعلّق مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ذوی الارواح کی تصویریں نہ تھیں حالانکہ سارے قرآن میں اس کا اشارہ تک نہیں بلکہ اس میں مَا یَشَآءُ کے الفاظ، جاندار اور غیر جاندار، سبھی کی تصویر کو شامل ہیں (دیکھو تاج التفاسیر جلد ۲ صفحہ ۹۵)

ثانیاً حضرت ضحاک سے منقول ہے۔ کہ وہ ذی روح کی تصویریں تھیں۔ قال ضحاک کانت تماثیل حیوانٍ اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس سے بھی اسی قسم کی ایک روایت ذکر کی ہے۔ اور علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔ ھی صور الملائکۃ والنبیین والصالحین کہ وہ ملائکہ نبیوں اور بزرگوں کی تصویریں تھیں۔ تفسیر بحر محیط جلد ۷ صفحہ ۲۶۵ کشاف جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۳ روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۲۵ نیز یہ روایت بھی کی گئی ہے۔ کہ حضرت سلیمانؑ کیلئے دو شیروں اور دو گدھوں کی تصویر بنائی گئی تھی اور علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں اس روایت کی تائید کی ہے۔ نیز دیکھو تفسیر بیضاوی و درر الاسرار صفحہ ۳۶۲ (مصنّفہ محمود آفندی مفتی دمشق) صاوی جلد ۳ صفحہ ۲۷۴ ترجمان القرآن جلد ۱۲ صفحہ ۲۳ تفسیر ابی مسعود بر حاشیہ تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۴۷۔ مدارک جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ خازن جلد ۵ صفحہ ۲۳۴ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے حافظ محمدؐ صاحب بھی لکھتے ہیں۔

تماثیل جمع تمثال جو مورت گھڑدے جانوراں دی ✣ ہک کہن جو مورت گھڑن فرشتیاں بھی نبیاں ولیاں دی

اور علامہ آلوسی غیر ذی روح والا قول بلفظ قیل ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ ولا یحتاج الی التزام ذالک الا اذا صح فیہ نقل فان الحق ان حرمۃ التصویر الحیوان کاملاً لم تکن فی ذالک الشرع کہ جب تک اسکے متعلّق کوئی صحیح نقل نہ ملے اسوقت یہ نہیں کہا جا سکتا سو حق بات یہی ہے۔ کہ ذی روح کی پوری تصویر اس شریعت میں حرام نہیں تھی۔ (روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۱۲۵) اور علامہ عینی لکھتے ہیں کہ وہ انبیاء اور بزرگوں کی تصویریں تھیں کانوا یعملون اشکال الانبیاء والصالحین (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ "اقوال الرجال" ہیں ان سے کوئی سروکار نہیں۔ مگر مولانا اُن کی تردید ہی قرآن وحدیث سے کی ہوتی؟ محض آپ کا یہ کہدینا بھی تو آپ ہی کا قول ہے نہ قرآن وحدیث کی دلیل۔ نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ ان کی شریعت میں یہ جائز تھا اب ناجائز ومنسوخ ہوگیا۔ بھلا اس کی سند میں کونسی آیت یا حدیث پیش کی ہے؟ صرف کما فی کتب التفاسیر ہی لکھدیا ہے۔ حالانکہ وہ بھی تو "اقوال الرجال" ہی ہیں فتفکر۔

علاوہ ازیں اگر احادیث کو آپ ہی کی عینک لگاکر پڑھا جائے تو پھر غیر ذی روح کی تصویر بھی حرام قرار دینا پڑیگی۔ مثلاً بخاری کی یہ روایت، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بڑا ظالم ہے جو میری خلق کی طرح خلق کرنا چاہتا ہے، بھلا وہ گندم کے ایک دانے یا جَو کے ایک دانے کی مانند تو بناکر دکھلائے۔ پس غیر ذی روح کی تصویر بھی منع ہوئی۔ یقتضی تعمیم الزجر عن تصویر کل شیئ، قوله فلیخلقوا حبةً و لیخلقوا شعرةً (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۵) اسی طرح رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا کہ الذین یضاھؤن بخلق اللہ اِس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ درخت وغیرہ بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں پس ان کی تصویر بنانا بھی تو اس میں داخل ہوگا، ایسا ہی حدیث نمرقہ کے رُو سے مُہان تصاویر بھی منع ہونا چاہئیں، حالانکہ یہ سب آپکے نزدیک بھی جائز ہیں۔ فتأمل۔

نمبر ۲۔ دوسری آیت جس سے جواز تصویر پر استدلال ہوتا ہے یہ ہے۔ انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر جس کے متعلق تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۳۸۳ (مطبوعہ مطبع الغریب حصار) میں لکھا ہے اصور لکم من الطین صورة۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ "بنا دیتا ہوں تم کو مٹی سے صورت جانور کی" (تفسیر موضح القرآن) اور نواب صدیق حسن خاں اپنی تفسیر ترجمان القرآن جلد اول صفحہ ۴۳۲ میں لکھتے ہیں۔ "میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی کی صورت جانور کی"۔

نمبر ۳۔ تیسری آیت یہ ہے اذ تخلق من الطین کھیئة الطیر اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں اذ تخلق من الطین صورةً (تفسیر القرآن عربی صفحہ ۱۲۰) یعنی اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے انعامات اور احسانات یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے۔ "اور جب تُو بناتا مٹی سے جانوروں کی صورت" (ترجمان القرآن جلد اول صفحہ ۱۰۱) علامہ مفتی عبدہٗ اپنی تفسیر جلد ۳ صفحہ ۳۱۲ میں لکھتے ہیں۔ کان اذا نفخ من روحه فی صورة رطبة من الطین یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام "پرندے کی صورت مٹی سے بناکر اس میں پھونک مارتے"۔ (ترجمان القرآن جلد ا صفحہ ۱۰۱۴) اور تفسیر السراج المنیر جلد ۲ صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے۔ کما ان عیسیٰ علیہ السلام کان یتخذ صوراً من الطین فینفخ فیھا فتکون طیراً نیز علامہ بغوی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں لعلّھا کانت مباحة فی شریعتھم کما ان عیسیٰ کان یتخذ صوراً من الطین..... الخ (برحاشیہ تفسیر خازن جلد ۵ صفحہ ۲۳۴) کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تصویریں بنانا ایسا ہی جائز تھا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ کہ وہ بھی مٹی سے پرندوں کی شکلیں بنایا کرتے تھے۔

پس چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی یہ فعل محل مدح اور انعامات الٰہیہ کے ضمن میں مذکور ہوا ہے۔ اس لئے مطلق تصویر کی حرمت کا فتویٰ دینا ہرگز جائز نہیں کیونکہ حرام چیز کا محل مدح میں مذکور ہونا صریحاً خلاف عقل ہے۔ اور غیر ذی الروح کی آڑ بھی نہیں لی جاسکتی کیونکہ وہ پرندوں کی شکلیں (بلکہ مجسمے) بنایا کرتے تھے جو یقیناً ذی روح ہیں۔ فتدبّر۔

اور آپ کا یہ لکھنا کہ یہ صرف ان کے مذہب میں جائز تھا اوپر ردّ کیا جا چکا ہے۔ لیکن مزید برآں کیا آپ اس متنازعہ فیہ امر کے علاوہ کوئی ایسی مثال پیش کرسکتے ہیں کہ قرآن مجید میں کسی نبی کے کسی فعل کا محل مدح میں تذکرہ کیا گیا ہو اور قرآن مجید کے کسی مقام پر بھی یہ بتایا گیا ہو کہ وہ فعل صرف اسی نبی سے مخصوص تھا ہمارے لئے اس کی اس امر میں اقتدا جائز نہیں۔ لیکن پھر بھی وہ فعل اس نبی سے مخصوص ہو۔ اور مذہب اسلام میں وہ حرام قطعی سمجھا گیا ہو؟ اگر آپ کو اس کی کوئی مثال نہ ملے تو پھر خود ہی اپنی غلطی کو محسوس کر کے اس سے رجوع کرلیں۔

نمبر ۴۔ اور یہ امر کہ تصویر کی حرمت لذاتہ نہیں بلکہ لغیرہ ہے اس آیت سے بھی بخوبی واضح ہو رہا ہے اذ قال لابیہ و قومہ ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون کیونکہ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ صرف وہی مورتیں اور تصویریں حرام و ممنوع ہیں کہ جن پر پرستش کے لئے عکوف کیا جائے۔ کیونکہ اس میں التماثیل کو مقید کیا گیا ہے۔ التی انتم لھا عاکفون کے ساتھ اور اگر کسی جگہ پر تصویر کی حرمت و کراہت مطلق آئی ہو تو وہ بحکم ینبغی حمل المطلق علی المقید (عون المعبود شرح ابی داؤد جلد ۳ صفحہ ۲۹۷ السراج الوہاج شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۳۰) اسی مقید پر محمول کی جائے گی۔ پھر آگے فرمایا۔ فجعلھم جذاذاً الا کبیراً لھم کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام بتوں کو توڑ دیا مگر ایک بڑے بت کو قائم رکھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس بت شکن نے سب سے بڑے بت کو کیوں نہ توڑا تو فرمایا لعلھم الیہ یرجعون کہ انہوں نے ایک غرض صحیح کے لئے اسے باقی رکھا تھا۔ یعنی یہ کہ اس کا وجود ردّ شرک میں مفید پڑیگا۔ چنانچہ جب آپ سے کہا گیا۔ ءانت فعلت ھذا بالھتنا یا ابراھیم اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے ان معبودوں کے ساتھ یہ کام کیا ہے تو آپ نے جواب دیا۔ بل فعلہ کبیرھم ھذا فاسئلوھم ان کانوا ینطقون کہ کیا جس نے کیا، تمہارا یہ بڑا معبود موجود ہے اس سے کیوں نہیں پوچھ لیتے اگر وہ جواب دے سکتا ہے۔ تب مشرکین آپ کا یہ جواب سنکر نہایت نادم ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا مطلب اصلی حاصل ہوگیا فرجعوا الی انفسھم فقالوا انکم انتم الظالمون پس اس سے بھی صاف ثابت ہوا کہ اگر کسی مورت سے کوئی غرض صحیح ہو۔ تو وہ حرام نہیں۔ ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نعوذ باللہ یہ الزام عائد ہوگا کہ کیوں انہوں نے باوجود قابو اور قدرت پانے کے سب سے بڑے بت کو قائم رکھا۔ اور نہ توڑا۔ حالانکہ وہ صریحاً پوجا ہی کے لئے بنایا اور رکھا گیا تھا۔

نمبر۵۔ پانچویں آیت جس سے جواز تصویر پر استدلال ہوتا ہے یہ ہے۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا کہ "جو تم کو اللہ کا رسول دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو" (اہل حدیث ۲۳ مئی ۱۹۳۰ء صفحہ ۶) سو اس ارشاد کے مطابق جب ہم احادیث نبویہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی نہیں اور نہ یہ مطلقاً ممنوع ہے چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث ہمارے اس دعویٰ پر زبردست شاہد ہیں:۔

احادیث اور تصاویر

(۱) مسند امام احمدؒ میں لکھا ہے ولقد رأیتہ متکئاً علی احدھما وفیھا صورۃ۔ کہ رسول مقبول صلعم ان میں سے ایک تکئے پر بیٹھے تھے۔ حالانکہ اس میں تصویریں بھی موجود تھیں۔ (حاشیہ بخاری ہندی صفحہ ۸۸) اور نسائی مطبوعہ مطبع نظامیہ کانپور ۱۲۹۹ھ صفحہ ۴۸۵ مسلم مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۲ فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۹ میں ہے۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرتفق علیھما اور ایک روایت میں ہے فکانتا فی البیت یجلس علیھما (بخاری ہندی صفحہ ۳۳۷ فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۹) "کہ وہ دو تکئے گھر میں تھے حضرتؐ ان پر بیٹھا کرتے تھے" (فیض الباری ترجمۃ البخاری پ ۲۴ صفحہ ۱۷)

پس اگر تصویر مطلقاً حرام ہوتی تو آپؐ ان تکیوں پر کیوں بیٹھا کرتے جن میں تصاویر تھیں۔

(۲) عن انس کان قرام لعائشۃ سترت بہ جانب بیتھا فقال لھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیطی عنی فانہ لا تزال تصاویرہ تعرض لی فی صلاتی (بخاری مجتبائی صفحہ ۸۸ مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲ نسائی صفحہ ۴۸۵) یعنی حضرت عائشہؓ کا ایک کپڑا تھا جو گھر کے اندر ایک طرف لٹکا ہوا تھا۔ اور اس میں تصویریں تھیں۔ رسول مقبول صلعم نماز پڑھ رہے تھے اور وہ حضورؐ کے سامنے تھا حضورؐ نے (سلام پھیرنے کے بعد) فرمایا اسے میرے سامنے سے ہٹا دیں کیونکہ اس کی تصویریں نماز کی حالت میں میرے سامنے آتی ہیں:۔

اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسے صرف سامنے سے ہٹا دینے کا حکم فرمایا نہ کہ پھاڑ دینے کا اور وہ بھی صرف اسلئے کہ اس کی تصویریں نماز میں خلل انداز ہوتی تھیں نہ کہ مطلق تصویروں کی وجہ سے۔ چنانچہ فتح الباری میں ہے ان امرنزعہ من اجل ماذکر ولم یتعرض الخصوص کونھا صورۃ۔ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ آنحضرت صلعم نے جو اس کپڑے کے اُتار دینے کا حکم فرمایا تو یہ اس لئے تھا کہ وہ نماز میں خلل انداز ہوتا تھا نہ محض تصاویر کی وجہ سے اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ حضورؐ نے نماز قطع کی نہ دوبارہ پڑھی بلکہ محض آئندہ کے لئے احتیاطاً اُتار دینے کا ارشاد فرمایا چنانچہ لکھا ہے۔ لم یعد الصلٰوۃ ولم یقطعھا۔ (ارشاد الساری جلد ۱ ص۱۱۵ فتح الباری جلد ۱ ص۳۲۹) اور ظاہر ہے، کہ کسی چیز کے نماز میں خلل انداز ہونے سے اس کی حرمت پر استدلال نہیں ہو سکتا، چنانچہ بخاری میں ہے، کہ ایک دفعہ حضور صلعم ایک ڈورے دار چادر میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کی اسکے ڈوروں پر نظر پڑ گئی تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا، کہ یہ چادر لے جاؤ، اس نے تو مجھے نماز سے غافل کر دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ قریب تھا، کہ یہ مجھے فتنہ میں ڈالدیتی (بخاری مصری جلد اوّل ص۵۵) لیکن باوجود اس کے ایسی چادر رکھنا یا اس کا استعمال کرنا، شرعاً حرام نہیں ہے۔

ص۸۸۱

(۳) قال زید سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا رقماً فی ثوبٍ (حاشیہ بخاری نسائی ص۲۹۸، مسلم مصری جلد ۲ ص۲۳ فتح الباری جلد ۱۰ ص۳۰۲) یعنی حضرت زیدؓ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا حضورؐ فرماتے تھے کہ نقشی تصویر کی ممانعت نہیں ہے، گویا "حضرتؐ نے اسکی اجازت دی ہے"۔ (جائزۃ الشعوذی ترجمہ ترمذی جلد اوّل ص۳۰۴) اور السراج الوہاج جلد ۲ ص۲۹۹ میں لکھا ہے ھذا یحتج بہ من یقول باباحۃ ما کان رقما مطلقاً۔ کہ اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی ہے جن کے نزدیک نقشی تصویریں مطلقاً جائز ہیں۔ اور علامہ ابو الحسن سندھی لکھتے ہیں کہ فی ثوبٍ سے مراد رسول اللہ صلعم کی یہ ہے کہ جس کا سایہ نہ ہو یعنی ما لا ظل لہ (نسائی جلد ۲ ص۳۰۱) اس حدیث کے متعلق مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ "امام نووی وغیرہ نے لفظ رقم سے غیر ذی روح کی صورت مراد لی ہے" لیکن اوّل تو مولانا یہ "اقوال الرجال" ہیں۔ دوسرے سُنئے! اسکے جواب میں ایک اہل حدیث عالم کیا فرماتے ہیں، لکھتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ کپڑے کی وہ نقشی تصویریں جائز ہیں جو غیر ذی روح کی ہوں میں کہتا ہوں یہ تاویل فاسد ہے کیونکہ غیر ذی روح کی تصویر تو مطلقاً جائز ہے خواہ کپڑے یا کاغذ پر منقوش ہو یا مجسم ہو۔ پھر خاص نقشی کا استثنا اس کا کوئی معنے نہ ہوگا"۔ (تیسیر الباری شرح بخاری پ۲۴ ص۵۷) اور یہ کہ اگر "صورت ذی روح مراد لی جائے تو وہ صورت مراد ہوگی جس تصویر محقر، مُہان کو ذلیل و پامال کیا جائے جیسے فرش وغیرہ میں" (ص۵۷) اس احتمال کو حضرت زید بن خالد والی روایت جو بخاری، مسلم اور نسائی وغیرہ کتب صحاح میں موجود ہے باطل کر رہی ہے کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ ان کے دروازے پر تصویروں والا پردہ تھا علی بابہ ستر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فیہ تصاویر) کیا اس جلیل القدر صحابی کے گھر میں ملائکہ نہیں آیا کرتے تھے؟ اور کیا وہ فعل حرام کے مرتکب تھے؟ فرمائیے آپکا کیا خیال ہے؟ نیز حضرت بُسر کے پوچھنے پر، حضرت عبید اللہؓ الجولانی نے، حضرت زیدؓ کے اس فعل کو، اِسی حدیث کے ماتحت جائز قرار دیا تھا، جسپر حضرت بسر کی بھی تسلّی ہو گئی، پس اس سے صاف ثابت ہو گیا، کہ وہ تصویریں، جو کپڑوں میں ہوں، جائز ہیں، خواہ وہ لٹکے ہوئے ہی ہوں۔ ہاں ایسے کپڑوں کا استعمال میں لانا اور بھی اچھا اور احوط ہے اور حضرت جبرائیل نے یہی پسند کیا۔ لیکن اِس سے مصوّر کپڑوں کا لٹکانا حرام کیسے ثابت ہُوا۔ فافہم۔

علاوہ ازیں محقر اور مہان تصویر تو ہر ایک کی جائز ہے (عینی جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۳) پھر خاص نقشی کا استثناء کیسا؟ اسی طرح غیر ذی روح کی تصویر بھی جمہور کے نزدیک مطلقاً جائز ہے، پس غیر ذی روح کی کپڑے میں منقش تصویر کے استثنا کے کیا معنے؟

(۴) لعب عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث تو مشہور ہے صحیح حدیث میں ہے کہ جب آپؓ حضرت رسول مقبول صلعم کے ہاں گئیں تو آپؓ کی گڑیاں آپؓ کے ساتھ تھیں "لعبہا معہا" (مُسلم مصری جلد اوّل صفحہ ۵۴۲) چنانچہ "ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرتؐ نے دیکھا ان کو اور انکار نہ کیا ان پر یعنی بُرا نہ جانا ان کو" (مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۱۲ معلم شرح مُسلم جلد ۴ صفحہ ۱۴۴) وقد جاء انہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام رای ذٰلک ولم ینکرہ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۴۱۶) پس مطلقاً تصویر کو حرام کہنے والے غور کریں۔

(۵) ابوداؤد، باب اللعب بالبنات، میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ مَیں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور بعض اور لڑکیاں بھی، ان سے میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ رسول مقبول صلعم تشریف لاتے اور ہم گڑیوں سے کھیل رہی ہوتیں تو شرم و حیا کی وجہ سے وہ لڑکیاں چلی جاتیں اور جب آپؐ تشریف لے جاتے تو پھر وہ آجاتیں۔ عن عائشۃ قالت کنتُ العبُ بالبنات فربما دخل علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعندی الجواری فاذا دخل خرجن واذا خرج دخلن اور عون المعبود شرح ابی داؤد میں ہے واخرج ابن عیینۃ فی الجامع فی ھذا الحدیث وکن جواری یأتین فیلعبن بھا معی وفی روایۃ جریر عن ھشام کنت العب بالبنات وھن اللعب (جلد ۴ صفحہ ۴۳۸) پس مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ "لُغت میں لعبت مطلقاً کھلونے کو کہتے ہیں، ذی روح کی صورت ہو یا نہ ہو"، قطعاً غیر مفید ہے، کیونکہ اِس حدیث میں لعب کا لفظ نہیں، بلکہ البنات کا لفظ وارد ہے (اور ایسا ہی حدیث ۶ میں بھی بنات لعائیشۃ لعب کے لفظ ہیں) جس سے مراد حتماً ذی روح ہی کی صورتیں یعنی گڑیاں ہوسکتی ہیں نہ کچھ اور۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ شارح لکھتا ہے، کہ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ لڑکیوں کی تصویریں بنانا اور انہیں استعمال کرنا، جائز ہے۔ اور اسی پر قاضی عیاض نے جزم کیا ہے اور جمہور سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ واستدل بھذا الحدیث والذی قبلہ علیٰ جواز اتخاذ صور البنات واللعب.... وبہ جزم عیاض ونقلہ عن الجمھور (عون جلد ۴ صفحہ ۴۳۹)

(۶) عن عائشۃ قالت قدم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من غزوۃ تبوک او حنین وفی سھوتھا ستر فھبت ریح فکشفت ناحیۃ الستر عن بنات لعائشۃ لعب فقال ماھذا یا عائشۃ قالت بناتی وریٰ وسطھن فرسا لہ جناحان من رقاع فقال ماھذا الذی اریٰ وسطھن قالت فرس قال وما ھذا الذی علیہ قالت جناحان قال فرس لہ جناحان قالت اما سمعت ان لسلیمان خیلاً لھا اجنحۃ قالت فضحک (رواہ ابوداؤد) مشکوٰۃ صفحہ ۲۸۲ مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ مرقات وغیرہ،

یعنی حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، کہ رسول مقبول صلعم جنگ تبوک یا حنین (شک من الراوی عنھا) سے تشریف لائے، تو ہوا سے پردہ ہٹ جانے کی وجہ سے، میری گڑیاں، جو گھر میں رکھی تھیں آپ کو نظر آگئیں، فرمایا، یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، یہ میری گڑیاں ہیں۔ ان کے درمیان پروں والا ایک گھوڑا تھا۔ فرمایا یہ کیا چیز ہے؟ عرض کیا یہ گھوڑا ہے، فرمایا کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟ میں نے عرض کیا، کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے گھوڑے پروں والے تھے؟ پس آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم ہنس پڑے +

مولوی صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں "سو اوّل تو اس روایت میں شک ہے، کہ جو دلیل اور حجت ہونے کے قابل نہیں" (نمبر ۱۴ صفحہ ۱) سچ ہے الغریق یتشبث بالحشیش "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" مولانا! اگر کسی راوی کے شک سے واقعہ مردود یہ پایۂ اعتبار سے گر جاتا ہے، تو پھر آپ کو بہت سی احادیث نبویہ اور بہت سے واقعات صحیحہ معتبرہ سے انکار کرنا پڑیگا۔ کہ جو کتب صحاح میں مذکور ہیں۔ خیر ہرچہ باداباد، امید ہے کہ آپ آئندہ ہمارے سامنے وہ حدیث پیش نہ کرینگے کہ جس میں مسیح موعودؑ کے حج کا ذکر ہے کیونکہ حدیث بالا میں تو راوی کو صرف یہ شک ہے کہ یہ بات کس موقعہ پر ہوئی، لیکن اُس حدیث میں شروع سے بات ہی میں شک ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کیا تھا؟ آیا صرف حج کا ذکر فرمایا یا صرف عمرے کا یا کہ دونو کا؟ لیھلن ابن مریم حاجًا او معتمرًا او لیثنیھما (مسلم) پھر لکھتے ہیں۔ کہ "ان گڑیوں کی تصویر ذی روح ہونے میں کلام ہے"۔ (اہلحدیث نمبر ۲۰ صفحہ ۹) لیکن معلوم ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ آپ نے گڑیوں کو کبھی دیکھا نہیں، ورنہ ایسا ہرگز نہ لکھتے۔ بھلا کون نہیں جانتا کہ گڑیاں دراصل لڑکیوں ہی کی اشکال مجسمہ ہوتی ہیں، بھلا اگر یہ ذی روح کی تصویر نہیں تھی تو محدثین کو اسے "تصویر صورۃ الحیوان" میں سے مستثنیٰ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ (دیکھو عینی جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۹ مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۸۳) پھر ان میں گھوڑوں کی بھی شکلیں تھیں۔ کیا گھوڑے ذی روح جانور نہیں ہیں؟ پھر لکھتے ہیں "حضورؐ کا عائشہ صدیقہ سے دریافت کرنا، کہ یہ کیا ہے؟ یہ بھی اس امر کی دلیل ہے کہ وہ تصویریں ذی روح کی نہ تھیں ورنہ پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی" لیکن مولانا! تدبر سے کام لیں۔ کسی چیز کے متعلق سوال کرنا اور پوچھنا، ہمیشہ اسی لئے نہیں ہوتا، کہ سائل کو اسکی پہچان اور علم نہیں بلکہ اسکی وجوہات اور اغراض کئی اَور بھی ہوتی ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ بھی بعض دفعہ اپنے بندوں سے کوئی بات پوچھ لیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے پوچھا، اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ ما تلک بیمینک یا موسیٰ۔ یا قیامت کو پوچھیگا۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جائے۔ کہ اسکو (نعوذ باللہ) امرِ مسئول عنہٗ کا پتہ نہیں، یا مثلاً آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ صحابہؓ سے استفہاماً فرمایا ای شہر ھذا، ای بلد ھذا، ای یوم ھذا (بخاری و مسلم) مشکوٰۃ صفحہ ۲۳۳ کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ یہ کونسا شہر ہے؟ اور یہ کونسا دن ہے؟ تو کیا حضور صلعم کو علم نہ تھا، یقیناً تھا۔ مگر پوچھنے کا مقصد کچھ اور تھا۔

اسی طرح ہم خود اپنی روزمرہ کی گفتگو میں کئی دفعہ بعض چیزوں کے متعلق پوچھ لیتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ حالانکہ ہم انہیں جانتے پہچانتے بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی اپنے عزیز و محبوب سے گفتگو کی لذت و سرور حاصل کرنے ہی کے لئے اس قسم کے سوال کر لیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

پس یہاں بھی یہی ہو سکتا ہے۔ اور دراصل حضورؐ کا پوچھنا اس تعجب کی بنا پر تھا۔ جو حضورؐ کو اس نئی چیز یعنی پروں والا گھوڑا دیکھنے پر لاحق ہوا تھا۔ لیکن مولانا! بات تو یہ ہے! کہ گھوڑا یقیناً ذی روح جانور ہے۔ جس کی وہ تصویر تھی، اس میں آپکو "کلام" کیوں ہے؟

اور آپ کا یہ کہنا کہ حضورؐ کا ہنسنا بچوں کے بے اصل چیز کو اصل تصور کرنے کی وجہ سے تھا۔ محض بے اصل ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ ۹ سنہ ھ یا ۸ سنہ ھ کا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ اسوقت بچی قطعاً نہ تھیں۔ بلکہ اسوقت آپؓ کی عمر تقریباً ۱۷ یا ۱۸ سال کی تھی۔ دیکھو مرقات شرح مشکوٰۃ، ان النبی صلعم تزوجہا بمکۃ فی عشر من شوال سنۃ عشر من النبوۃ قبل الھجرۃ بثلاث ولھا ست سنین والغزوتان المذکورتان احداھما سنۃ ثمان والاخری سنۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تسع من الهجرة فباليقين تجاوزت عائشة حينئذٍ حد البلوغ (جلد ۳ صفحہ ۲۶۹)

اور آپ کا یہ کہنا کہ "یہ جواز مفہوم ہے۔ جو مقابلے منطوق کے جائز نہیں" یہ بھی بے اثر ہے۔ کیونکہ جو کچھ بھی آپ نے پیش کیا ہے۔ اس میں منطوق اور منصوص ایک بھی نہیں۔ کما تقدم ذکرہٗ۔ پھر آپ کا یہ لکھنا بھی کہ "اس روائت سے اباحت ثابت ہے تو حدیث نہی سے حرمت لہٰذا اصولاً ترجیح حرمت کو ہے" بے معنی ہے۔ کیونکہ پیش کردہ احادیث میں سے کسی ایک حدیث میں بھی "حرمت" کا لفظ تک نہیں ہے۔ ہاں صرف ایک حدیث میں نہی کا لفظ بے شک آیا ہے۔ لیکن اہل علم جانتے ہیں۔ کہ نہی ہمیشہ حرمت ہی پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ اس سے تنزیہہ بھی مراد ہوتی ہے۔ پس اس میں بھی نہی سے مراد نہی تنزیہی ہو سکتی ہے نہ تحریمی۔ فافہم۔

اور یہ کہ "یہ حدیث منسوخ ہے" محض آپ کے مبلغ فہم اور عدم تدبّر کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ نسخ کا امکان اسی وقت ہوتا ہے جبکہ دونو باتوں کا جمع کرنا کسی وجہ سے بھی ممکن نہ ہو۔ اور نہ انکی کوئی تاویل ہو سکتی ہو، جیسا کہ لکھا ہے لان النسخ لا یصار الیه الا اذا تعذر الجمع بین الاحادیث وتأویلها (شروح اربعہ ترمذی جلد اوّل صفحہ ۳۴۲) اور السراج الوہاج شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ میں ہے ان صحة النسخ متوقفة علٰی عدم امکان الجمع بوجهٍ اور علامہ ابن حجر لکھتے ہیں۔ النسخ لا یثبت بالاحتمال وقد امکن الجمع فلا یلتفت لدعوی النسخ۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳)

اور آپ نے اسے منسوخ ثابت کرنے کے لئے جو یہ لکھا ہے۔ کہ حرمت کا "زمانہ فتح مکّہ اور اسکے بعد کا ہے" اور "گڑیوں والی روایت از روئے تحقیق واقعہ خیبر ۷ھ کی ہے" (صفحہ ۱)

اوّل تو یہ آپ ہی کی پیش کردہ دلیل ۱؎ کے رو سے باطل ہے۔ کیونکہ آیت فاجتنبوا الرجس من الاوثان (جس میں بقول آپ کے حرمت تصاویر کا ذکر ہے۔) یقیناً بقیناً فتح مکہ سے قبل بلکہ

۱؎ جناب داؤدی نے "احادیث داله علی الرخصت" کی منسوخیت پر یہ دلیل دی ہے، کہ حدیث دال علی المنع خبر ہے، اور خبر میں چونکہ نسخ جائز نہیں، اس لئے وہ ناسخ ہوگی، لیکن علامہ ابن تین نے اس دلیل کو ردّ کردیا ہے اور علامہ ابن حجر بھی اسکی تائید کرتے ہیں، کہ خبر کے ساتھ جب امر مل جائے (جیسا کہ حدیث میں ہے)، تو پھر اس میں نسخ جائز ہے گویا اس کے نزدیک ممکن ہے کہ احادیث داله علے الرخصت ہی ناسخ ہوں۔ رد علیه ابن التین بان الخبر اذا قارنه الامر جاز دخول النسخ فیه۔

(ارشاد الساری جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۲ فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳) منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبل از ہجرت کی نازل شدہ ہے۔ کما مرّ۔

ثانیاً یہ آپ کی محض سینہ زوری ہے۔ کہ آپ اس روایت کو واقعہ خیبر سنہ ۷ھ کی بنا رہے ہیں۔ کیونکہ اس روایت میں راوی نے "تبوک یا خیبر" بیان کیا ہے۔ پس اسے واقعہ خیبر سے متعلق قرار دینے کے لئے کوئی زبردست، یقینی اور قطعی ثبوت چاہیئے۔ جس کا آپ نے ذکر تک نہیں کیا، لہٰذا ہم اسے واقعہ تبوک ہی سے متعلق سمجھیں گے۔ جیسا کہ خود راوی نے پہلے تبوک ہی کا ذکر کیا ہے اور جنگ تبوک سنہ ۹ھ میں وقوع ہوا تھا، پس آپ کی دلیل نسخ باطل ٹھیری۔ علاوہ ازیں مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۲ میں جو روایت ابوداؤد کی درج ہے، اس میں من غزوۃ تبوك او حنين کے لفظ ہیں اور چونکہ ابوداؤد کے نسخے بہت ہیں، جن میں باہم تفاوت و اختلاف الفاظ بھی ہے (الاختلاف فی بعض الفاظ المتون، عون المعبود جلد ۴ صفحہ ۵۴۲ نور الایمان صفحہ ۱۷۱) اس لئے ہو سکتا ہے کہ در اصل خیبر کے بجائے حنین ہی کسی روایت میں ہو اور یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے، کیونکہ جنگ تبوک سے جنگ حنین بہ نسبت واقعہ خیبر کے قریب تر زمانے میں واقع ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ مولانا قطب الدین صاحب محدّث دہلوی اور علامہ ابن حجر وغیرہ شارحین مشکوٰۃ نے بھی اس روایت میں لفظ "حنین" ہی لکھا ہے اور اس کی تردید و تغلیط کی طرف اشارہ تک نہیں کیا (دیکھو مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ و المنتقطات علی المشکوٰۃ ربع ثانی صفحہ ۲۳۶ مرقات جلد ۴ صفحہ ۴۶۹ وغیرہ) سو اگر اسے حنین سے متعلق بھی مان لیا جائے۔ تو بھی آپ کی دلیل نسخ باطل ہو جاتی ہے، کیونکہ فتح مکّہ اور جنگ حنین کا واقعہ ایک ہی سفر میں ہوا ہے، یعنی فتح مکّہ کے بعد مکّے ہی سے حضورؐ مقام حنین کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اور وہاں سے فارغ ہو کر واپس مدینہ تشریف لائے تھے۔ کہ گڑیوں والا واقعہ ہوا۔

اور آپ نے جو یہ روایت درج کی ہے۔ کہ حضورؐ ایک شہر سے تشریف لائے۔ تو حضرت عائشہؓ کے تصویردار پردے کو اتار ڈالا۔ سو اس کے متعلق عرض ہے کہ ابوداؤد اور نسائی میں اسے خیبر سنہ ۷ھ کا بھی واقعہ لکھا ہے۔ (دیکھو قسطلانی جلد ۸ صفحہ ۴۷۵ و عینی جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۱)

اور اگر اسے غزوۂ تبوک ہی کا واقعہ قرار دے دیا جائے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں پردے والی تصاویر کو معبودوں کی تصاویر پر محمول کیا جائیگا۔ اس لئے آپ نے اسکو پھاڑ دیا۔ لیکن اندر جا کر جو گڑیاں وغیرہ دیکھیں۔ تو چونکہ وہ معبودوں کی تصاویر نہ تھیں۔ اس لئے انکو برا نہ منایا۔ فتدبّر۔

پس حدیث ابوداؤد ہرگز منسوخ نہیں۔ بلکہ احتمال ہے۔ کہ مذکورہ روایت اور دیگر تمام ایسی روایات جن سے مطلق تصویر کی حرمت معلوم ہو۔ اس سے اور ہماری بیان کردہ دیگر احادیث سے منسوخ ہوں۔ یا یہ کہ ان میں تصویر سے مراد بت ہوں۔ چنانچہ لکھا ہے "بعض نے کہا ہے کہ حدیث میں مصوّر مراد ہے۔ جو بت پرستی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے بُت تراشے" (تیسیر الباری مصنفہ مولوی وحید الزمان پ ۲۴ صفحہ ۷۶) اور حاشیہ بخاری صفحہ ۸۸۰ میں ہے ان المراد منہ من الصور ما یعبد من دونِ اللہ کہ یہاں ایسی تصویریں مراد ہیں جن کی پرستش کی جائے۔ نہ ہر ایک تصویر (نیز دیکھو حاشیہ ترمذی صفحہ ۲۸۹ حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۵، مظاہر حق جلد ۳ صفحہ ۵۳۶ السراج الوہاج جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۶ عینی جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۴

حدیث نمبر ۷۔ عن عائشۃ قالت کان لنا ستر فیہ تمثال طیر و کان الداخل اذا دخل استقبلہ فقال لی رسول اللہ صلعم حولی ھذا فانی کلما دخلت فرأیتہ ذکرتُ الدنیا (مسلم مصری جلد ۲ صفحہ ۲۳ نسائی صفحہ ۸۸۷) "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، کہ ہمارا ایک پردہ تھا، جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں، جب کوئی اندر داخل ہوتا تو سامنے سے وہ نظر آتا تھا، پس رسول اللہ صلعم نے مجھے فرمایا کہ اسکو یہاں سے ہٹالے، کیونکہ میں جب بھی اندر آیا ہوں اور اسے میں نے دیکھا ہے تو مجھے دنیا یاد آ گئی ہے" اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں (۱) جو پردہ لٹکا ہُوا تھا، اس میں ذی روح کی تصاویر تھیں (۲) آنحضرت صلعم کئی دفعہ اندر آتے جاتے رہے اور اسے دیکھا کیئے، مگر اسکو خود اُتارا نہ حضرت عائشہؓ کو اُتارنے کا حکم دیا (۳) آخر بار بار دیکھنے کے بعد فرمایا تو صرف یہ کہ اسے وہاں سے ہٹا دیا جائے، نہ یہ کہ اسے بالکل پھاڑ دیا یا گھر سے باہر پھینک دیا جائے (۴) یہ بھی صرف اسلئے، کہ حضورؐ کو اسکے دیکھنے سے دنیا کی زیب و زینت یاد آتی، نہ اِس لئے، کہ اس میں تصویریں ہیں۔

مولانا! کیا یہاں بھی یہ فرما دینگے، کہ "اُن کے تصاویر ذی روح ہونے میں کلام ہے؟" اگر نہیں، تو فرمایئے، آنحضرت صلعم کے گھر میں ملائکہ الرحمت داخل ہوتے تھے یا نہیں؟ فما الجواب؟

نمبر ۸۔ عن عائشۃ قالت قد سترتُ علیٰ بابی دُرنوکاً فیہ الخیل ذوات الاجنحۃ فأمرنی فنزعتہ (مسلم مصری جلد ۲ صفحہ ۲۲ ترمذی صفحہ ۵۸۳ نسائی باب التصاویر) "حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں، کہ میں نے اپنے دروازے پر ایک چادر سے پردہ کر رکھا تھا، جس میں گھوڑوں کی تصویریں تھیں، پس حضور صلعم نے ارشاد فرمایا، تو میں نے اسے اُتار دیا"۔

اس میں بھی ذی روح کی تصاویر والے پردے کو صرف اُتار دینے کا ذکر ہے۔ یہ نہیں کہ آپؐ نے اسے نابود کر دینے یا گھر سے باہر پھینک دینے کا حکم دیا ہو، تا کہ فرشتے گھر میں داخل ہو سکیں۔

نمبر ۹۔ عن عائشۃ انہا نصبت ستراً فیہ تصاویر فدخل رسول اللہ صلعم فنزعہ (مسلم مصری جلد ۲ صفحہ ۲۲۱) یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک پردہ، جس میں تصاویر تھیں، لٹکا رکھا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اسے اُتار دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر۱۰۔(عن عائشۃ) علقت درنوکا فیہ تماثیل فامرنی ان انزعہ فنزعتہ (بخاری مجتبائی ص۸۸۰ مسلم جلد۲ ص۲۰۲) "حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، کہ میں نے ایک چادر جس میں تصویریں تھیں، لٹکا رکھی تھی، پس آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا تو میں نے اسے اُتار دیا"

ان دو نو حدیثوں میں بھی تصاویر والے کپڑے کو صرف اُتار دینے ہی کا ذکر ہے، نہ کہ پھاڑ دینے اور ضائع کر دینے کا۔ پس اگر ان کا وجود ملائکہ کے آنے میں روک ہوتا یا ان کا رکھنا قطعی حرام ہوتا تو آپ ضرور اس کو بالکل ضائع کر دینے یا گھر سے باہر پھینک دینے کا ارشاد فرماتے بلکہ خود ہی اس کو ضائع کر دیتے۔ اور اُتارنے کی وجہ بھی وہی ہے جو حدیث نمبر۷ میں گذری ہے یا جو اگلی حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

نمبر۱۱۔عن عائشۃ، ان النبی صلعم خرج فی غزاۃ فأخذتُ نمطا فسترتُہ علی الباب فلما قدم فرئی النمط فجذبہ حتی ھتکہ ثم قال ان اللہ لم یأمرنا ان نکسوا الحجارۃ والطین (بخاری و مسلم) مشکوٰۃ ص۳۸۵ مسلم جلد۲ ص۲۰۲ ابوداؤد مع عون المعبود جلد۴ ص۱۲۲۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلعم، کسی جنگ میں تشریف لے گئے، تو میں نے ایک کپڑے سے (جس میں ذی روح کی تصویریں تھیں۔عون المعبود مع ابوداؤد جلد۴ ص۱۲۲) دروازے پر پردہ کر دیا۔ جب آنحضورؐ واپس تشریف لائے اور وہ کپڑا لٹکا ہوا دیکھا تو اسے کھینچکر پھاڑ ڈالا۔ اور فرمایا، خدا نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ہم اپنے در و دیوار کو کپڑے پہنایا کریں"

پس اس کو اُتارنے اور پھاڑنے کی وجہ صرف یہ تھی جو خود حضورؐ نے فرما دی کہ دیواروں کو اس طرح سجانا درست نہیں (اور یہ کراہت بھی تنزیہاً تھی نہ تحریماً، عون المعبود مع ابوداؤد جلد۴ ص۱۲۲) یہ وجہ ہرگز نہ تھی، کہ اس میں تصویریں ہیں۔ چنانچہ علامہ عبد الحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں کہ سیاق حدیث صاف دلالت کر رہا ہے کہ ناپسندیدگی اور پھاڑنا، تصاویر کی وجہ سے نہ تھا بلکہ دیوار کو کپڑے پہنانے کی وجہ سے تھا۔ قال عبد الحق المحدث الدھلوی ولا یخفی ان سیاق الحدیث یدل علی ان المنع والھتک لم یکن من جھۃ التصویر بل لکراھۃ کسوۃ الجدار۔ عون المعبود جلد۴ ص۱۲۲

نمبر۱۲۔عن عائشۃ قالت دخل النبی صلعم علیّ وقد سترتُ نمطا فیہ تصاویر فنحاہ فاتخذتُ منہ وسادتین (مسلم مصری جلد۲ ص۲۰۲) یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم میرے پاس تشریف لائے اور میں نے ایک کپڑے سے جس میں تصویریں تھیں، پردہ کیا ہوا تھا پس آپ نے اسکو وہاں سے سرکا دیا، تب میں نے اسکی دو تو شکیں یا تکیئے بنا لئے۔ اس میں بھی صرف سرکانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ذکر ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ مصور و منقش کپڑے کا لٹکانا آپ پسند نہ فرماتے تھے نہ کہ تصاویر کی وجہ سے۔ کما تقدم ذکرہ انفاً۔

نمبر ۱۳۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلعم اُریتکِ فی المنام مرتین اذا رجل یحملکِ فی سَرَقَۃٍ حریرٍ فیقول ھذہ امرأتکَ فاکشفھا فاذا ھی انتِ (بخاری مجتبائی ص۱۳۵) یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ مجھے عائشہ صدیقہ رضؓ کی تصویر (قبل نکاح) دو دفعہ ایک ریشمی کپڑے میں دکھائی گئی"

پس اگر تصویر قطعاً حرام ہوتی، تو حضرت صدیقہ رضؓ کی تصویر کیوں حضورؐ کو دکھائی جاتی۔ اور اگر کیا ایک حرام اور نجس چیز میں کیوں ظاہر کیا جاتا؟

مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "خواب اور عالم بیداری کا حکم ایک نہیں، الگ الگ ہیں، ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے..... سونے کا استعمال خصوصاً کنگن مرد کو ناجائز ہے مگر چونکہ خواب کا حکم عالم بیداری سے الگ ہے، لہذا کوئی حرج نہیں" (نمبر ۱۱ ص۱۳) سو عرض ہے کہ اگر آپ کے مسلک کی پیروی کی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ حضورؐ نے خواب میں محض انہیں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے دیکھا تھا اور ظاہر ہے کہ سونا یا سونے کے کنگن دیکھنا یا ان کا ہاتھ میں پکڑنا ناجائز نہیں ہے۔ باقی رہا ان کا پہننا اور استعمال کرنا۔ تو حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے۔ کہ آپ نے ان کو پہنا اور استعمال بھی کیا تھا والدلیل علےٰ من ادعی ذٰلک۔ حدیث کے الفاظ صرف یہ ہیں۔ بینما انا نائم اذا وتیتُ خزائنَ الارض فوُضع فی یدی سوارانِ کہ خواب میں مجھے زمین کے خزانے عطا کیئے گئے، پس میرے ہاتھوں میں دو کنگن رکھے گئے۔ اور عربی زبان میں لفظ ید کا استعمال ہتھیلی کے معنوں میں بھی ایک عام استعمال ہے۔ پس اس کے صرف یہ معنے ہیں۔ کہ وہ حضورؐ کی ہتھیلی میں رکھے گئے۔ چنانچہ ایک روایت میں صریح طور پر فِی کَفّی کے لفظ موجود ہیں۔ (دیکھو مشکوٰۃ ص۳۹۵ مرقات جلد ۳ ص۴۴۵) اور حضورؐ کا انکو پھونک مار کر اُڑا دینا بھی صاف طور پر اسی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کہ وہ دونو حضورؐ کی ہتھیلی پر رکھے ہوئے

سلہ مولانا! اگر آپ لوگ اسی اصول کو اسوقت بھی یاد رکھا کریں، کہ جب محض ضد اور تعصب سے کہا کرتے ہیں، کہ "قادیان کا نام قرآن مجید سے دکھاؤ" کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں ہے، یا یہ کہا کرتے ہیں، کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ خدائی کا ہے، کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے اپنے تئیں خدائی شان میں دیکھا ہے وغیرہ، تو شاید ہدایت نصیب ہو جائے۔ کیونکہ یہ سب کچھ عالم رؤیا ہی کے واقعات ہیں اور "خواب اور عالم بیداری کا حکم ایک نہیں الگ الگ ہیں" فافھم۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے نہ کہ کلائیوں میں پہنے ہوئے۔

اور اگر پہنے ہوئے بھی دیکھے ہوں، تو پھر بھی آپ کا قیاس، قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ اس سے مراد حقیقتاً کنگن پہننا نہ تھی، بلکہ وہ تعبیراً و تاویلاً (جیسا کہ آپ نے خود بھی لکھا ہے) دو کذاب تھے جو عالم رؤیا میں دو سونے کے کنگنوں کی صورت میں دکھائے گئے۔ پھر حضورؐ کو ان سے نفرت بھی آئی تھی، لیکن حضرت عائشہؓ کی تصویر سے مراد کوئی امر مکروہ یا وجود نامسعود نہ تھا، اور نہ حضورؐ کو اسکے دیکھنے سے گھِن یا نفرت آئی تھی، فافہم۔

میرے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قطعی حرام اور ناجائز امر کا ارتکاب کبھی عالم بیداری میں کیا نہ خواب میں، اور نہ کبھی حضورؐ کو کسی حرام اور نجس چیز کی شکل میں (وان کان تعبیراً و تاویلاً) کسی پاک باز کا وجود دکھایا گیا۔ ہاں اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو اس کی کوئی مثال پیش کریں۔ اگر اسی مثال پر اصرار ہو تو علاوہ مذکورہ جواب کے حضرت عمرؓ کا ایک صحابی کو عالم بیداری میں سونے کے کنگن پہنا دینا بھی مدِ نظر رکھ لیں۔ اور اگر کسی ضرورت کا عذر پیش کریں تو ہماری طرف سے بھی یہی جواب تصوّر کر لیں۔

نمبر ۴۔ کلمۃ الحق ضالۃ المؤمن أخذھا حیث وجدھا، الحدیث۔ یعنی مومن کو کوئی ایسا کام یا ایسی بات محض اس لئے نہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ کہ اسے غیر قوم کر رہی یا وہ اس کی ایجاد ہے بلکہ اگر وہ مفید اور نافع کام ہے تو فوراً اسے اختیار کر لینا چاہیئے کیونکہ در اصل، وہ مومن ہی کی چیز ہے جو گم شدہ تھی۔ پس آپ کا یہ لکھنا، کہ چونکہ تصویر کا فن کفار کا ایجاد کردہ ہے، اس لئے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیئے۔ سخت غلطی ہے کیونکہ اگر بحیثیت فن یہ مفید چیز ہے، تو پھر یہ مومن ہی کی ہے، ہاں اگر یہ مضر اور شرعاً ممنوع و حرام ہے تو پھر بے شک اس سے اجتناب ضروری ہے، لیکن ناظرین دیکھ چکے ہیں، کہ تصویر بنوانا، نہ شرعاً حرام ہے اور نہ عقلاً، اور نہ یہ دین میں کسی حرج کا باعث ہے، بلکہ بعض لحاظ سے یہ فن ایک نہایت ہی کار آمد فن ہے، پس اس سے پرہیز کرنا محض اس خیال سے، کہ اسے غیر قوم نے ایجاد کیا ہے، قطعاً فرزانگی میں داخل نہیں۔ پس ان تمام مختلف احادیث میں تطبیق اسی طریق سے ممکن ہے جو ہم نے ذکر کیا اور جیسا کہ بعض محققین نے بھی لکھا ہے کہ صرف وہ تصویر جو پوجا کیلئے[۵] بنائی یا رکھی جاتی ہو

---

[۵] در اصل تمام کے مدِ نظر ممانعت کی علت یہی ہے چنانچہ ذی روح کی چھوٹی تصاویر اور غیر ذی روح کی ہر ایک تصویر کے جواز کی وجہ یہی بیان کی گئی ہے کہ انکی پوجا نہیں کی جاتی۔ لان الصغار جداً لا تعبد (البحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۳۰ شرح فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۹۵) لا یکرہ تمثال غیر ذی الروح لانہ لا یعبد (صفحہ ۲۹۶) پس قطع نظر اس سے کہ ان کا یہ خیال صحیح ہے یا غلط، ان کی اس بات سے اتنا ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ تصاویر کو کیوں منع قرار دے رہے ہیں۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممنوع اور حرام ہے۔ نہ کہ ہر ایک۔ فتدبّر۔

ایک فاسد تاویل

مولوی صاحب نے جو یہ تاویل کی ہے۔ کہ ممانعت والی حدیث میں ذی روح کی تصویر اور جن سے جواز نکلتا ہے، ان میں غیر ذی روح کی تصویر مراد ہے۔ سراسر فاسد ہے کیونکہ اوّلاً تو یہ تاویل حدیث نمبر ۳ و ۵ و ۷ وغیرہ سے منقوض ہے۔

ثانیاً۔ بخاری و ابوداؤد میں ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یترک فی بیتہ شیئاً فیہ تصالیب الا نقضہ (بخاری مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۸۸۰ ابوداؤد مع عون المعبود جلد ۴ صفحہ ۱۲۱) حالانکہ صلیب جاندار چیز نہیں ہے۔ (مگر وہ پوجی جاتی تھی نیل جلد ۱ صفحہ ۳۹۷)

ثالثاً۔ قرآن مجید میں تماثیلِ سلیمانیہ کا بغیر تخصیص کے مذکور ہونا اور آیت تخلق من الطین کھیئۃ الطیر بھی اس کے خلاف ہے۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اصل علت کراہت کی پوجا و پرستش ہے۔ خواہ غیر جاندار ہی کی کیوں نہ ہو۔[1] چنانچہ مذکورہ حدیث کے متعلق تیسیر الباری جلد ۲۴ صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے۔ "نصاریٰ کم بخت خصوصاً رومن کیتھلک صلیب کی پرستش کرتے ہیں (ان الصلیب کما عبد من دون اللہ فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۲۹۸) اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جہاں پاتے توڑ ڈالتے۔ اللہ کے سوا جو چیز پوجی جائے اُس کا یہی حکم ہے۔" اور فتح الباری میں ہے کہ اس حدیث کو "باب نقض الصور" میں لانا اس وجہ سے ہے کہ تصویر اور صلیب معنیً مشترک ہیں کیونکہ دونوں کی اللہ تعالیٰ کے سوا پرستش ہوتی تھی انہ استنبط من نقض الصلیب نقض الصورۃ التی تشترک مع الصلیب فی المعنی وھو عبادتھما من دون اللہ (جلد ۱ صفحہ ۲۹۸) اور باب ان صلی فی ثوب مصلب او تصاویر ھل تفسد صلاتہ (بخاری کتاب الصلوٰۃ) میں صرف حدیث القرام بیان کی گئی ہے جس میں ثوب مصلب کا کوئی ذکر نہیں، اس پر علامہ قسطلانی اور علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ثوب مصلب معناً اور حکماً ثوب مصور میں داخل ہے کیونکہ دونوں کی عبادت کی جاتی تھی یلحق المصلب بالمصور لاشتراکھما فی کون کل منھما قد عبد من دون اللہ (ارشاد الساری جلد اوّل صفحہ ۴۱۱ فتح الباری جلد اوّل صفحہ ۳۲۹)

پس مطلق تصویر کی حرمت کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ خود اکابر علماء میں سلف سے خلف تک اسکے متعلق اختلاف چلا آتا ہے۔ اور ان میں سے ایک معتدبہ جماعت بعض خاص قسم کی تصاویر کے

---

[1] ورنہ بتائیں، کہ اگر کوئی کسی پیر کی قبر کی تصویر گھر میں رکھے اور اس کے آگے سجدے وغیرہ کیا کرے تو کیا، ایسی تصویر (غیر ذی روح کی تصویر ہونے کی وجہ سے) جائز ہو گی؟ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواز کی قائل چلی آتی ہے۔ جیسا کہ اوپر کے حوالجات سے بخوبی ظاہر و باہر ہے۔ علاوہ ان کے ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل حوالہ جات:-

علمائے سلف و خلف اور تصاویر

(۱) السراج الوہاج جلد ۲ صفحہ ۳ میں ہے کہ اجماع سایہ دار تصویر کی ممانعت پر ہے۔ مگر یہ کہ اس میں کوئی تغیر کر لیا جائے لیکن قاضی عیاض کے نزدیک گڑیاں اس سے بھی مستثنیٰ ہیں اجمعوا علیٰ منع ما کان لہ ظل و وجوب تغییرہ قال عیاض الا ما ورد فی اللعب بالبنات پھر لکھا ہے ان ابن العربی من المالکیۃ نقل ان الصورۃ اذا کان لہا ظل حرم بالاجماع و ھذا الاجماع محلہ فی غیر لعب البنات (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۲ قسطلانی جلد ۸ صفحہ ۴۸۵) یعنی "ابن عربی نے مالکیہ میں سے نقل کیا ہے کہ جب تصویر کے واسطے سایہ ہو تو حرام ہے بالاجماع ... اور یہ اجماع محل اس کا گڑیوں کے سوا ہیں، جو لڑکیاں کھیلنے کے واسطے بناتی ہیں۔" فیض پ ۲۴ صفحہ ۱۴۷) اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر سایہ دار تصویر کی ممانعت پر اجماع نہیں ہے اور سایہ دار تصویر بھی ہر قسم کی منع نہیں ہے۔

(۲) "ابن العربی نے کہا ہے (کہ حاصل کلام مسئلہ تصویر میں یہ ہے۔ کہ) مجسم تصویر ذی روح کی تو بالاتفاق حرام ہے۔ اور نقشی تصویر میں اسی طرح عکسی میں چار قول ہیں۔ ایک یہ کہ مطلقاً جائز ہے۔" جیسا کہ حدیث الا رقماً سے ظاہر ہے (تیسیر الباری ترجمۃ البخاری پ ۲۴ صفحہ ۴۷) قال ابن العربی حاصل ما فی اتخاذ الصور انہا ان کانت ذات اجسام حرم بالاجماع وان کانت رقماً فاربعۃ اقوال، الاول یجوز مطلقاً علیٰ ظاہر قولہ الا رقماً فی ثوب... الخ قسطلانی جلد ۸ صفحہ ۴۸۵ فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۲ عون المعبود شرح ابی داؤد جلد ۴ صفحہ ۱۲۲۔

(۳) علامہ خطابی نے کہا ہے کہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں ایسا کُتا اور ایسی تصویر ہو جو حرام ہے۔ نہ کہ ہر کُتا اور ہر تصویر کی وجہ سے انکا دخول ممتنع ہے اور اسی کی طرف علامہ عیاض نے بھی اشارہ کیا ہے قال الخطابی انما لا تدخل الملائکۃ بیتاً فیہ کلب او صورۃ مما یحرم اقتناءہ من الکلاب والصور فاما ما لیس بحرام.... فلا یمتنع دخول الملائکۃ بسببہ و اشار عیاض الیٰ نحوھا ما قالہ الخطابی (السراج الوہاج شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۵ نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۳۹۹ حاشیہ ترمذی صفحہ ۴۵۷۔

(۴) ایک حدیث کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ کہ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ جب تصویر میں کوئی تغیر کر دیا جائے تو پھر اس کے رکھنے میں کوئی ڈر نہیں۔ اور اس پر بیٹھنا وغیرہ جائز ہے۔ (کیونکہ اس صورت میں اس کی پوجا کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احتمال نہیں رہتا پس جس تصویر میں یہ احتمال نہ ہو۔ وہ جائز ہے) فیہ ان الصورۃ والتمثال اذا غیرا لم یکن بہما باس بعد ذلک وجاز افتراشہما والارتفاق علیہما (السراج الوہاج جلد ۲ ص ۲۹۹ نیل الاوطار جلد ۱ ص ۳۹۸)

(۵) بعضوں نے کہا ہے نقشی تصویریں جائز ہیں۔ گو جہان نہ بھی ہوں۔ اور دیوار پر لٹکائی ہوئی ہوں اور دلیل ان کی حدیث الا رقماہے اور یہی مذہب (حضرت صدیق اکبر کے پوتے) حضرت قاسم بن محمد تابعی کا ہے۔ قال اٰخرون یجوز منہا ما کان رقماً فی ثوب سواء امتھن ام لا وسواء علق فی حائط ام لا .... واحتجوا بقولہ فی بعض الاحادیث الا ما کان رقماً فی ثوب وھذا مذھب القاسم بن محمد (السراج الوہاج جلد ۲ ص ۳ نیل الاوطار جلد ۱ ص ۳۹۸ المعلم جلد ۵ ص ۲۱)

(۶) " بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ ممنوع وہ تصویر ہے جسکے واسطے سایہ ہو۔ اور جس کے واسطے کوئی سایہ نہ ہو اس کا کوئی مضائقہ نہیں مطلق" ۔ فیض الباری پ ۲۴ ص ۱۰ ۔ قال بعض السلف انما ینھی عما کان لہ ظل ولا بأس بالصور التی لیس لہا ظل مطلقاً (السراج الوہاج جلد ۲ ص ۳ نیل جلد ۱ ص ۳۹۸ فتح الباری جلد ۱۰ ص ۳) اسی طرح فیض الباری پ ۲۴ ص ۱۰ میں ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے " استدلال کیا گیا ہے کہ جائز ہے بنانا تصویر کا جبکہ ان کے واسطے سایہ نہ ہو" نووی نے اس مذہب کو باطل کہا ہے۔ لیکن علامہ ابن حجر لکھتے ہیں، کہ "ایسا کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مذہب بسند صحیح حضرت امام قاسم بن محمد سے منقول ہے، چنانچہ ابن عون نے کہا ہے کہ میں ایک دفعہ امام موصوف کے پاس گیا اور وہ مکہ کے اوپر کے حصہ میں اپنے گھر میں بیٹھے، تو میں نے ان کے گھر میں، ایک چھپر کھٹ دیکھا، جس میں قندر (بحری حیوان) اور عنقا جانور کی تصاویر تھیں۔ اور حضرت قاسم بن محمد جید فقہائے مدینہ اور اپنے زمانہ کے افضل ترین لوگوں میں سے ہیں۔ اور وہی حدیث نمرقہ کے راوی ہیں، پس اگر آپ اس قسم کی تصاویر کی اجازت اور رخصت کے قائل نہ ہوتے تو اس کا استعمال ہرگز نہ کرتے اور غالباً آپ نے حدیث الا رقماً فی ثوب سے تمسک کیا ہے کیونکہ یہ معلق اور مفروش، سب کو شامل ہے اور حضرت عائشہ رض کے کپڑا لٹکانے پر حضور صلعم کی ناپسندیدگی محض تصاویر کی وجہ سے نہ تھی بلکہ مصوّر پردے سے دیوار کو ڈھانپنے کی وجہ سے تھی اور اس کی تائید مسلم کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک دفعہ حضور نے ایسا ہی کپڑا پھاڑا اور فرمایا کہ دیواروں کو کپڑے پہنانے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا" قلتُ المذھب المذکور نقلہ ابن ابی شیبۃ عن القاسم بن محمد بسند صحیح ولفظہ عن ابن عون قال دخلت علی القاسم وھو باعلیٰ مکۃ فی بیتہ فرأیت فی بیتہ حجلۃ فیہا تصاویر القندس والعنقاء ففی اطلاق کونہ مذھباً باطلاً نظر اذ یحتمل انہ تمسک فی ذلک بعموم قولہ الا رقماً فی ثوبٍ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فانه اعم من ان یکون معلقاً او مفروشاً وجعل انکارا لنبی صلعم علی عائشة تعلیق الستر المذکور مرکبا من کونه مصورا ومن کونه ساتراً للجدار ویؤید ما ورد فی بعض طرقه عند مسلم... فجذبه حتی هتکه وقال ان الله لم یأمرنا ان نکسوا الحجارة والطین (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۱) پس نقشی اور عکسی تصاویر کا "کوئی مضائقہ نہیں مطلق" کیونکہ انکا سایہ نہیں ہوتا۔

(۷) امام محمدؒ نے موطا میں کہا ہے اور یہی ہمارا مذہب اور حضرت امام ابوحنیفہ اور عام فقہائے حنیفہ کا مذہب ہے کہ اگر بچھونے، فرش اور تکئے میں تصویریں ہوں تو کوئی ڈر نہیں، قال محمد فی الموطا وبهذا نأخذ ما کان فیه من تصاویر من بساط یبسط او فراش یفرش او وسادة فلا بأس بذلك... وهو قول ابی حنیفة والعامة من فقهائنا (حاشیہ ترمذی صفحہ ۲۹ حاشیہ نسائی صفحہ ۲۸)

(۸) ان مذهب الحنابلة جواز الصورة فی الثوب ولو کان معلقا علی ما فی خبر ابی طلحة (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۱) یعنی "مذہب حنابلہ کا یہ ہے۔ کہ کپڑے میں صورت کا ہونا جائز ہے۔ اگرچہ ہو معلق بنا بریں اسکے کہ ابو طلحہ کی حدیث میں ہے" فیض الباری پ ۲۴ صفحہ ۱۷۱۔ اور حدیث ابوہریرہ کے متعلق فتح الباری میں ہے یحتمل ان یقصر علی ماله ظل (جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۸) یعنی "احتمال ہے کہ قصر کیا جائے اس چیز پر کہ اسکے واسطے سایہ نہ ہو" فیض الباری پاب ۲۴ صفحہ ۱۷۶۔

(۹) حضرت دانیال نبی کی مہر پر شیر اور اسکی مادہ اور ایک لڑکے کی تصویریں تھیں، لما وجد خاتم دانیال فی عهد عمرؓ وجد علیه اسد ولبوة بینهما صبی یلحسانه دفعه عمر الی ابی موسی الاشعری (شرح فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۹۵ البحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۳۱)

(۱۰) حضرت عروہ تابعی کے بٹنوں میں آدمیوں کے چہروں کی تصویریں تھیں، نیز انکے تکیوں پر (طبقات ابن سعد)

(۱۱) حضرت انس بن مالک کی مہر میں ایک شیر کی تصویر تھی (اسد الغابہ فی تمییز الصحابہ)

(۱۲) بخاری، مسلم، نسائی اور ترمذی وغیرہ احادیث میں ہے کہ حضرت زید بن خالد صحابی کے دروازے پر ایک کپڑا لٹکا ہوا تھا جس میں تصویریں موجود تھیں، (علی بابه ستر فیه صورة) پس اگر مطلق تصویر حرام ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ ایک جلیل القدر صحابی اس کپڑے کو کہ جسپر تصویریں تھیں گھر میں رکھتے یا دروازے پر لٹکاتے۔

(۱۳) تیسیر الباری ترجمۃ البخاری پ ۲۴ صفحہ ۲۷ میں صاف لکھا ہے کہ "بعضوں نے عکسی اور نقشی تصویر بنانا جائز لکھا ہے بشرطیکہ پرستش کے لئے نہ بنائی جائے"۔

(۱۴) فتح القدیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی انگوٹھی میں دو مکھیوں کی تصویریں تھیں انه کان علی خاتم ابی هریرة ذبابتان (شرح فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۲۹۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۵) مندرجہ ذیل روایت بھی قابل غور ہے۔ وفی الدلائل للبیھقی عن ھشام بن العاص الاموی قال بعثت انا ورجل الیٰ ھرقل ندعوہ الی الاسلام فذکر الحدیث۔ الخ یعنی بیہقی میں ہشام بن عاص اموی سے روایت ہے کہ میں اور ایک دوسرا آدمی ہرقل بادشاہ روم کی طرف روانہ کئے گئے کہ اسے اسلام کی طرف بلائیں تو اس نے ایک بڑا اور سنہری صندوق نکلوایا، اس میں چھوٹے چھوٹے خانے تھے اور انپر ڈھکنے تھے، پھر اس نے ان مختلف خانوں میں سے مختلف انبیاء مثلاً حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت عیسیٰ علیہم السّلام کی تصاویر نکال کر ہمیں دکھائیں یہاں تک کہ رسول مقبول صلعم کی تصویر بھی ان میں موجود تھی (فقلنا له من این لك ھذہ الصور فقال ان اٰدم سأل ربه ان یریه الانبیاء من ولدہ فانزل علیه صورھم۔ الخ الانوار المحمدیہ صفحہ ۳۷۹ و ۳۸۰ من المواہب الدنیہ مطبوعہ بیروت سنہ ۱۳۱۰ھ) یعنی پھر ہم نے اس سے پوچھا کہ یہ تصویریں آپ کو کہاں سے ملی ہیں، تو اس نے کہا کہ حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ ان کی اولاد میں ہونے والے انبیاءؑ ان کو دکھائے جائیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ تصویریں غیب سے انہیں دیں پھر یہ حضرت آدمؑ کے تبرکات میں کہ جو مغربی ملک میں تھے، موجود رہیں، وہاں سے ذوالقرنین نے حاصل کیں اور پھرتے ہوتے مجھے مل گئیں ہمیں حضرت آدمؑ کا درخواست کرنا، خدا کا تصویریں مرحمت فرمانا اور پھر حضرت آدمؑ کا انکو اپنے پاس رکھنا قابل غور ہے۔

(۱۶) البحر الرائق میں ہے کہ اگر کسی کے ہاتھ یا انگوٹھی میں تصویریں ہوں۔۔۔ اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو مکروہ نہیں ہے، بلکہ ایسے آدمی کی امامت بھی مکروہ نہیں، اسی طرح اگر تصویروں والے کپڑے پر ایک اور کپڑا ہو، تو اس میں نماز پڑھ لینا بھی مکروہ نہیں ہے۔ التصاویر لو کانت فی یدہ وھو یصلی لا تکرہ لانه مستور بثیابه وکذا لو کان علیٰ خاتمه ... رجل فی یدیه تصاویر وھو یؤم الناس لا تکرہ امامته ... ولو کان فوق الثوب الذی فیه صورۃ ثوب ساتر له فانه لا یکرہ ان یصلی فیه جلد دوم صفحہ ۲۹ اور صفحہ ۳۰ میں ہے کہ تصویروں والے مصلے پر نماز پڑھنا جائز ہے ہاں تصویروں پر سجدہ نہ کیا جائے۔ ولا بأس ان یصلی علیٰ بساط فیه تصاویر لکن لا یسجد علیھا۔ حالانکہ اگر تصویر کی موجودگی میں ملائکہ کا آنا ہی منع ہے تو پھر وہ نماز کیسی، جس میں فرشتے ہی حاضر نہ ہوں۔ فتدبّر۔

(۱۷) فتح الباری میں ہے نقل عن الحنفیۃ انه لا یکرہ الصلوٰۃ الیٰ جھۃ فیھا صورۃ اذا کانت صغیرۃ (جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۲ وحاشیہ بخاری صفحہ ۸۸۱) یعنی حنفیہ سے منقول ہے کہ نہیں مکروہ نماز طرف اس جہت کے جس میں صورۃ ہو جبکہ چھوٹی ہو" فیض الباری پ ۲۴ صفحہ ۱۸۱ گویا ان کے نزدیک ایسی تصویر نماز میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خارج نہیں ہوتی، اس لئے انہوں نے یہ فتویٰ دیا ہے۔

(۱۸) لکھا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ کی انگوٹھی میں دو مکھیوں کی تصویریں تھیں۔ انه کان علی خاتم ابی موسیٰ ذبابتان (البحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۳۰ شرح فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۲۹۵)

(۱۹) اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس کے آتشدان پر بہت سی چھوٹی چھوٹی تصویریں تھیں کان لابن عباس کانون محفوف بصور صغار (ایضاً)

(۲۰) امام الحرمین کے نزدیک ایسی تصاویر غیر سایہ دار جائز ہیں، جو پردے پر ہوں یا تو شک اور تکیہ پر ہوں۔ ان امام الحرمین نقل وجهًا ان الذی یرخص فیه مما لا ظل له ما کان علی ستر او وسادة۔ فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۰

(۲۱) ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ کی روایت لکھی ہے۔ کہ بستروں اور تکیوں میں یا فرش پر تصاویر جائز ہیں (ایضاً)

(۲۲) پھر لکھا ہے کہ حدیث نمرقہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ ایسی تصویریں جائز ہیں، جن کا سایہ ہو مگر معلق وغیرہ نہ ہوں بلکہ استعمال میں آتی ہوں یعنی وہ کپڑے، جن میں وہ ہوں جیسے تکیے اور توشکیں وغیرہ نووی نے کہا ہے کہ جمہور علمائے صحابہؓ و تابعین کا یہی قول ہے اور یہی مذہب ہے، امام ثوری، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا۔ واستدل بهذا الحدیث علی جواز اتخاذ الصور اذا کانت لا ظل لها وهی مع ذلك مما یوطأ ویداس او یمتهن بالاستعمال کالمخاد والوسائد قال النووی وهو قول جمهور العلماء من الصحابة والتابعین وهو قول الثوری ومالك وابی حنیفة والشافعی (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۹)

(۲۳) حنفیوں، مالکیوں اور ایک روایت کے مطابق، امام احمدؒ کے نزدیک وہ تصویریں بلا کراہت جائز ہیں، جو بچھونے، فرش اور چٹائی وغیرہ پر ہوں۔ (ارشاد الساری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۵۱۱)

(۲۴) ایسی تصاویر کا کوئی ڈر نہیں، جو پیالوں اور رکابیوں وغیرہ میں ہوں۔ قسطلانی جلد ۸ صفحہ ۹۱۔

(۲۵) علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ حدیث ابی طلحہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جس گھر میں کپڑے میں تصاویر ہوں۔ وہاں ملائکہ کا دخول ممتنع نہیں ہے اور حدیث عائشہؓ یعنی حدیث نمرقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں بھی دخول منع ہے سو ان میں تطبیق یوں دی ہے کہ حدیث عائشہؓ تو کراہت پر محمول ہے (نہ حرمت پر) اور حدیث ابی طلحہ مطلق جواز پر۔ اور یہ کراہت کے منافی نہیں، اس پر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ تطبیق بہت اچھی ہے قال القرطبی ظاهر حدیث زید بن خالد عن ابی طلحة الماضی قبل ان الملائکة لا تمتنع من دخول البیت الذی فیه صورة ان کانت رقمًا فی ثوب وظاهر حدیث عائشة المنع ویجمع بینهما بان یحمل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حدیث عائشة علی الکراهة وحدیث ابی طلحة علی مطلق الجواز وهولاینافی الکراهة، قلت هو جمع حسن (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳)

(۲۶) علامہ ابن حجر لکھتے ہیں، کہ ممانعت تو در اصل بتوں کی تصویر کی ہے۔ لیکن جس چیز کی بھی پوجا کی جائے خواہ سورج ہو خواہ چاند وغیرہ اس کی تصویر بھی منع ہے کیونکہ وہ معناً بتوں کی تصویر کے مشابہ ہے یتأکد المنع بما عبد من دون الله فانه یضاهی صورة الاصنام التی هی الاصل فی منع التصویر (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۵)

(۲۷) مولوی صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت انس بن مالک صحابی حضرت قاسم بن محمد تابعی اور حضرت عروہ تابعی جوازِ تصویر کے قائل تھے (اہلحدیث نمبر ۱۸ صفحہ ۱۲) مگر فرماتے ہیں کہ "نصوص صریحہ صحیحہ کے مقابلے میں یہ آثار بے اثر ہیں" لیکن ناظرین کرام، دیکھ چکے ہیں، کہ "نصوص صریحہ صحیحہ" کی آڑ محض ایک بہانہ ہے، پس مولوی صاحب کا یہ عذر بھی "بے اثر" محض ہے۔ مولانا! کیا ان بزرگ ہستیوں نے (نعوذ باللہ) ایک "قطعی طور پر حرام" فعل کا ارتکاب کیا؟

(۲۸) بعض علماء نے کہا ہے کہ چونکہ وہ زمانہ بت پرستی وغیرہ کا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے تصاویر کے متعلق اظہار کراہت کیا، لیکن آجکل (۸ھ یا ۹ھ میں) تصاویر کی ممانعت نہیں ہے وحمل بعضهم الوعید علی من کان فی ذلك الزمان بقرب العهد بعبادة الاوثان واما الآن فلا۔ فتح الباری جلد اول صفحہ ۳۵۴ (۲۹) مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے اپنی تصویر کھچوائی (اگر باور نہ ہو تو ان سے دریافت کر دیکھیں)

شیخ احمد مکی و سید رضا مصری کا فتویٰ

زمانہ حال کے دو بڑے مفتیوں کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو:۔ مولوی احمد عصام صاحب مکہ مکرمہ سے سید محمد رشید رضا (ایڈیٹر المنار مصر) کو لکھتے ہیں:۔ المسئون لجنابکم فیما عمت به البلوی فی هذه الازمنة من اتخاذ الصورة المأخوذة من آلة الفوغراف المعروف هل یجری فیه هذا الخلاف لکونها من جملة المرقوم ام تجوز مطلقاً بلا خوف لکونها من قبیل الصورة التی تری فی المرآة وتوصلوا الی حبسها وقد رفعت هذه الاسئلة بعینها الی احد العلماء (فی البلد الحرام، الشیخ احمد خطیب بن عبد اللطیف الجاوی منشأً والشافعی مذهباً فافتی بالجواز مطلقاً وعللها بانها من قبیل الصورة التی تری فی المرآة وتوصلوا الی حبسها کما قدمناه ولیست من جملة المرقوم کما هو فی المتبادر۔ کہ جس طرح نقشی تصویروں کے متعلق اختلاف ہے کہ بعض مطلقاً جواز کے قائل ہیں اور بعض اسکے خلاف عقیدہ رکھتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں (قسطلانی) کیا عکسی تصویروں پر بھی اس اختلاف کا اثر پڑتا ہے یا کہ وہ مطلقاً جائز ہیں؟ میں نے یہ مسئلہ بعینہٖ مکہ مکرمہ کے ایک عالم شیخ احمد خطیب بن عبداللطیف شافعی جاوی کی خدمت میں پیش کیا ہے انہوں نے اسکے مطلقاً جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ اس شکل کے مشابہ ہے جو آئینہ میں منعکس ہوتی ہے ہاں آلہ فوٹوگراف کے ذریعہ اس کو قائم رکھ لیا جاتا ہے۔ اور کہ یہ از قسم مرقوم نہیں ہے۔ اسکے جواب میں ایڈیٹر صاحب موصوف لکھتے ہیں:- ان الذی یظهر لی هو انه لا فرق بین تصویر الید والتصویر الشمسی فی الحکم لا فی اتخاذ الصور ولا فی صنعتها لاننی اری ان علة ما ورد فی ذلك من الاحادیث امر دینی محض یتعلق بصیانة العقیدة من لوازم الشرك و شعائره اذ لم یكن یعهد فی صدر الاسلام وقبله اتخاذ العرب للصور والتماثیل الا للعبادة كالذی كان من ذالك علی الكعبة الشریفة فازاله النبی (ص) یوم الفتح فعلی هذا یحرم ما كان فیه قصد التعظیم الدینی وما كان شعاراً دینیاً للكفار اذا قصد به التشبه بهم او كان بحیث یظن انه منهم او یذكر بعبادتهم و شعائرهم فمقصد الاسلام ازالة الشرك وشعائره والتشبه باهله فیما كان عبادة دون موافقتهم فیما حسن من عادةٍ ولذالك كان النبی (ص) یلبس مثلما كان یلبس قومه ویدل علی هذا أمر النبی (ص) عائشة بهتك الستار الذی كان فیه الصور لأن المشركین كانو یعلقون الصور و یتصیونها بتلك الهیئة فلما جعلت منه وسادة استعملها النبی (ص) ولم یبالِ بالصور التی فیها لا نها غیر ممنوعة لذاتها ولا لأنها محاكاة لخلق الله تعالیٰ ومن یقول ان علة تحریم التصویر واتخاذ الصور هو محاكاة خلق الله تعالیٰ یلزمه تحریم تصویر الشجر ولم یحرموهُ وما استدل به علیٰ ذالك لا یدل علیه بل معناه ان الله تعالیٰ یظهر للمصورین عجزهم یوم القیامة تمهیداً لعقابهم علی مساعة الناس بتصاویرهم علی عبادةِ غیره ولو صح هذ التعلیل لكان التصویر الشمسی غیر محرم مطلقاً لان صاحب الآلة یظهر للناس شیئاً من النظام والسنن فی خلق الله وهو لا یحاكی بعمله ما أخذ صورته فمثله كمثل مدیر الآلة التی تحكی اصوات الناس (الفونوغراف) فهذهِ الآلة وآلة الفوتغراف من جنسٍ واحدٍ كل منهما یمثل او یحكی نوعاً من انواع المخلوقات ولكن الآلة الی تمثل الصور والهیآت انفع من التی تحكی الاصوات فان للتصویر الشمسی وكذا غیر الشمسی منافع فی هذ الزمان كثیرة

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فی العلوم کالطب والتشریح والتاریخ الطبیعی وفی الصناعات وفی السیاسة والا دارة والحرب۔ وفی اللغة فان کثیرا من اسماء النبات والحیوان لا تعرف مسمیاتها فی اللغة العربیة لعدم تصویرها وکتب اللغة لا تزید فی تعریفها علی کلمة نبات او حیوان معروف وما کل معروف عند الناس یکون معروفا عند غیرهم ولا کل معروف فی زمن یبقی معروفا فی جمیع الازمنة الا اذا اتصلت سلسلة العلم به وکان العلم مقرونا بالعمل والتطبیق ثم ان نقل الاسماء من قطر الی آخر سهل وقد یکون نقل المسمیات متعذرا او عسرا کنقل الاسد الی القطب الشمالی او نقل الفظ والدب الابیض الی خط الاستواء ولکن نقل صور هذه المسمیات سهل فالتصویر رکن من ارکان الحضارة ترتقی به العلوم والفنون والصناعات والسیاسة والادارة فلا یمکن لامة تترکه ان تجاری الامة التی تستعمله......

...... وانما نهی عنها النبی (ص) قبل نزول جمیع القرآن ووصوله الی الناس لقرب عهدهم بالوثنیة کما نهی عن زیارة القبور فی اول الاسلام لمثل هذه العلة ثم رخص فیها لاجل العظة والعبرة ولو کان اتخاذ الصور والتصویر الذی هو ذریعته من المحرم لذاته علی الاطلاق او لضرر فیه لا ینفک عنه مطلقا لکان محرما علی السنة جمیع الانبیاء ولما امتن الله علی سلیمان علیه السلام بقوله (یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل) الی قوله (اعملوا آل داؤد شکرا وقلیل من عبادی الشکور) فجعل ذالک من النعم التی یشکر الله تعالیٰ علیها۔ حاصل مفہوم یہ ہے کہ میرے نزدیک نقشی اور عکسی تصاویر کے بنانے اور ان کے استعمال میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ احادیث میں اس کے متعلق جو وارد ہے اس کی علت محض دینی امر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لوازم شرک اور اسکے شعائر سے اسلامی عقیدہ کی صیانت وحفاظت ہو کیونکہ صدر اسلام میں اور اس سے قبل عرب لوگ تصویر کو صرف عبادت ہی کے لئے بناتے اور استعمال کرتے تھے پس حرام ہوگی وہ چیز جس میں دینی تعظیم مقصود ہو اور جو کفار کا دینی شعار ہو۔ اور اس میں ان سے تشبہ مطلوب ہو۔ یا اُسے دیکھ کر یہ گمان ہو کہ یہ شخص ان میں سے ہے وغیرہ۔ پس اسلام کا مقصد شرک اور اسکے شعائر کا اور مشرکین کی عبادت وغیرہ سے تشبہ اختیار کرنے کا ازالہ ہے نہ کہ ان کی کسی اچھی عادت سے موافقت کرنا بھی منع ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی قوم کا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے اور اسپر حضور صلعم کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت عائشہؓ کو اس پردے کے پھاڑ دینے کا حکم دینا کہ جس پر تصویریں تھیں دلالت کرتا ہے کیونکہ اس طرح مشرک لوگ تصویروں کو لٹکایا کرتے تھے۔ پس جب اس پردے کا تکیہ بنایا گیا تو حضورؐ نے اسے بخوشی استعمال کیا اور تصویروں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ کیونکہ یہ اپنی ذات میں منع نہیں اور نہ اس لئے منع ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔ اور جو مشابہت لخلق اللہ کی وجہ سے حرام سمجھتے ہیںؔ[ل] انہیں لازم ہے کہ درختوں وغیرہ کی تصویر بھی حرام قرار دیں۔ حالانکہ وہ اس کی حرمت کا فتویٰ نہیں دیتے پس اگر حرمت کی یہی علّت ہے تو عکسی تصویر مطلقاً جائز ہے۔ کیونکہ دراصل فوٹو گرافر اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے صرف بعض مناظر پیش کرتا ہے نہ کہ وہ اپنے اس عمل سے خدا تعالیٰ کی صفتِ خلق میں اس کا مثیل بننا چاہتا ہے سو فوٹو گرافر کی مثال فونوگراف استعمال کرنے والے کی ہے۔ پس یہ دونو آلے ایک ہی جنس کے ہیں جس میں سے ایک آواز کی نقل کرتا ہے اور دوسرا شکل و ہیئت کی لیکن آلہ فوٹو گراف فونوگراف سے زیادہ نفع رسان ہے۔ کیونکہ آجکل تصویر کے منافع علوم میں بہت ہیں جیسے طب، تشریح، تاریخ طبیعی، صناعات، سیاست، حرب و لغت وغیرہ میں کیونکہ بہت سی نباتات اور حیوانات کے مسمیات کا پتہ لغت سے نہیں چل سکتا، وہاں صرف یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ ایک معروف پودا یا معروف حیوان ہے۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو چیز بعض کے نزدیک معروف ہو۔ وہ دوسروں کے نزدیک بھی معروف ہو۔ اور نہ یہ کہ جو چیز ایک زمانے میں معروف ہو۔ وہ تمام زمانوں میں معروف ہو۔ ہاں تصاویر سے انکا علم ہو سکتا ہے پھر ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی طرف نقلِ اسماء تو سہل ہے مگر کبھی نقلِ مسمیات متعذر بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ جیسے خنزیر کو قطب شمالی میں یا بعض دریائی جانوروں اور سفید ریچھ کو خط استوا میں لے جانا وغیرہ ہاں ان کی تصویریں وہاں لے جاکر سمجھانا آسان ہے، پس تصویر تمدن اور شہریت کے ارکان میں سے ایک رکن ہے جس سے علوم، فنون، صناعات اور سیاست وغیرہ میں ترقی ہوتی ہے۔ پس وہ قوم جو اس کا استعمال نہیں کرتی اس قوم کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو اس کا استعمال کرتی ہے اور آنحضرت صلعم نے ابتدا میں اس سے، صرف اس لئے روکا تھا کہ اہل عرب نے بُت پرستی اور وثنیت کو ابھی ابھی چھوڑا تھا

[ل] جیسا کہ مولوی صاحب سمجھتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں "کہ علت نہی مشابہت بخلق اللہ ہے"۔ نمبر ۱۴ صلا کیوں مولانا! کیا بقول مفتئ مصر اس سے یہ لازم نہیں آتا، کہ درختوں وغیرہ کی تصویر بھی حرام ہو، اگر لازم آتا ہے اور یقیناً آتا ہے تو آپ نے کیوں اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور اگر نہیں تو کیوں؟ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسا کہ آپؐ نے زیارت قبور سے اولاً منع کر دیا تھا اسی قسم کی علت کی وجہ سے پھر اجازت دے دی تھی اور اگر تصویر حرام لذاتہ علی الاطلاق ہوتی یا کسی غیر منفک ضرر کی وجہ سے مطلقاً حرام ہوتی تو تمام انبیاءؑ کے وقت میں حرام ہونی چاہیئے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت سلیمان علیہ السّلام پر اپنے اس قول میں احسان نہ جتاتا یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل ... الخ کہ خدا نے اس کو ان انعامات میں شمار کیا ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے (دیکھو رسالہ "المنار" مصر جلد ۱۵ نمبر ۲ صفحہ ۹۰۳ تا ۹۰۵)

حلّت و حُرمت کے متعلق ایک اصل

اشیاء کی حلت و حرمت کے متعلق ایک یہ اصل بھی قرآن مجید سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز میں نقصان بنسبت نفع کے زیادہ ہو وہ بھی جائز نہیں ہونی چاہیئے۔ کما قال اللہ تعالیٰ فی الخمر والمیسر اثمھما اکبر من نفعھما

پس اس اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جب ہم مسئلہ تصویر پر غور کرتے ہیں، تو ہمیں اس کی حرمت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ اس کے بے شمار فوائد آج اظہر من الشمس ہیں اور مصوّری گویا فنون مفیدہ میں سے ایک نہایت ہی کارآمد اور مفید ترین فن شمار ہونے لگا ہے، تعلیم، ڈاکٹری، اندرونی امراض کی تشخیص، مفرور لوگوں کی گرفتاری، کسی خاص اور مفید نظارے کا نقشہ کھینچنے وغیرہ امور میں، یہ فن بے حد مفید ثابت ہو رہا ہے بلکہ کسی انسان کے اندرونے اور باطن کا پتہ لگانے میں بھی بعض قیافہ دان اس سے حیرت انگیز کام لے رہے ہیں پس کیونکر ممکن ہے کہ وہ خدا جو ترویج علم کی ترغیب دیتا ہے ایک ایسے آلہ کو جو بہت سے فوائد اپنے اندر رکھتا ہے۔ حرام قرار دیکر بہت سی مفید باتوں سے محروم کر دے درانحالیکہ ان فوائد کے بالمقابل کوئی محسوس بلکہ معقول نقصان بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جس کی وجہ سے ان تمام محسوس و مشہود فوائد کو نظر انداز کیا جا سکے۔ پھر یہ بھی تو غور کرنا چاہیئے۔ کہ یہ آلہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں موجود ہی نہ تھا۔ تو پھر اس کی حرمت یا ممانعت کا حکم کیسے کیا جا سکتا تھا۔ ہاں چونکہ آپؐ کے زمانے میں بُت پرستی کا زور تھا۔ اور اسی کیلئے یہ فن استعمال کیا جاتا تھا۔ اسلئے اگر آنحضرت صلعم نے ان بُتوں اور ان کی تصاویر کے خلاف کچھ فرمایا۔ تو اس پر موجودہ عکسی تصاویر کو قیاس نہیں کیا جا سکتا جبکہ نہ ان کی پوجا کی جاتی ہے۔ اور نہ ان کے بنوانے والے کی یہ نیّت ہوتی ہے۔ وانما الاعمال بالنیات +

جیب میں تصویریں

پھر آجکل تمام سکے۔ خطوط۔ ٹکٹیں۔ اسٹامپ اور کئی ایک دیگر چیزیں بھی تصاویر سے مزیّن ہوتی ہیں۔ اور غیر ممالک میں جانے کے لئے تو لازماً تصویر کھچوانی پڑتی ہے۔ پس کیا ہمارے مُفتیانِ دین انہیں ناجائز قرار دیکر ان کو استعمال میں نہ لائینگے؟ اور کیا غیر ممالک کی سیر و سیاحت بھی اس وجہ سے کہ جانیوالے کو فوٹو کھچوانا پڑتا ہے ناجائز بلکہ حرام قرار دینگے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر مجبوری کا بہانہ پیش کیا جائے تو میں کہتا ہوں۔ اوّل تو فقہی مجبوری تحقق نہیں علی الخصوص غیر ممالک کی سیر و سیاحت میں۔ دوئم۔ خدا کے گھر یعنی مسجد میں بلکہ عین حالت نماز میں نقدی جیبوں میں موجود رکھنے کے لئے کونسا قانون شاہی مجبور کر رہا ہے۔ پس کم از کم اس بُت کو مسجد میں تو داخل نہ کیا جائے۔ سوئم اس سے لازم آیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمام اُمت مسلمہ کو شرک اور بُت پرستی میں مبتلاء کرنے پر نعوذ باللہ مجبور کر دیا ہے۔ چہارم ہم بھی تو یہی کہتے ہیں۔ کہ کسی خاص مجبوری کی وجہ سے تصویر کا استعمال جائز ہے۔

علاوہ ازیں قدرتی طور پر بھی بعض پتھروں پر بعض چیزوں کے عکس منعکس ہو جاتے ہیں۔ پس قدرتی فعل کی مخالفت کرنا فرزانگی اور عقلمندی نہیں ہے۔ نیز آئینہ دیکھنے کے بارے میں کیا حکم نافذ ہوگا۔ کیونکہ تصویر اور آئینہ والی صورت میں سوائے اسکے اور کوئی فرق نہیں ہوتا۔ کہ اوّل الذکر دیرپا ہوتی ہے اور ثانی الذکر جلد غائب ہو جاتی ہے۔ پھر خیر القرون سے لیکر بعد تک اور سلف سے لیکر خلف تک مسلمان، ایسے سکوں کو برابر استعمال کرتے رہے ہیں کہ جن میں تصاویر منقش ہوتی تھیں اور کسی نے بھی اس کو ناپسند نہیں کیا (مرقات جلد ۴ صفحہ حاشیہ نسائی صفحہ ۲۸۷) پس صحیح اور درست بات یہی ہے۔ کہ کسی جائز اور مفید غرض کے لئے تصویر بنوانا ہرگز منع نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے تصویر کیوں بنوائی؟

اور اگر یہ سوال ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصویر بنوانے میں کونسی اغراض صحیحہ تھیں تو میں یہاں پر ان میں سے چند ایک عرض کیئے دیتا ہوں پہلی غرض تو یہ تھی کہ ان لوگوں پر جو کہ حضرت مسیح ناصریؑ کو چوتھے آسمان پر الاٰن کما کان کی حالت میں بٹھا کر ایک طرح سے ان میں صفات الوہیت ثابت کر رہے ہیں۔ اتمام حُجت کر دی جائے۔ اس طرح پر کہ مسیح علیہ السّلام کا وہ حُلیہ جو مخبر صادق صلعم نے بیان فرمایا ہے مثلاً یہ کہ اونچی ناک والا معتدل القامت سیدھے بال وغیرہ وہ بعینہٖ اس صورت میں موجود ہے پس وہ شخص کہ جو کسی مجبوری کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو نہ دیکھ سکتا ہو اس صورت ہی کو دیکھ کر احادیث صحیحہ میں ذکر کردہ حُلیہ کے ساتھ حضرت اقدسؑ کے حُلیہ کی مطابقت کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔

دوسری غرض یہ تھی کہ چونکہ یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک بعیدہ میں حضرت اقدس علیہ السّلام کی تعلیم پھیلانا شروع ہو گئی تھی۔ اور جیسا کہ واقف کار جانتے ہیں۔ وہ لوگ اولاً ہر مصلح کا فوٹو دیکھنے کے خواہشمند ہوا کرتے ہیں۔ تاکہ اس کی طرف منسوب شدہ باتوں اور تعلیم کا صحیح جائزہ لے سکیں۔ ورنہ انہیں احتمال رہتا ہے کہ شائد سنانے والے یہ باتیں اپنے پاس سے بنا کر ہمیں سُنا رہے ہوں۔ اور ایک فرضی وجود کی طرف منسوب کر رہے ہوں۔ نیز اس لئے بھی کہ بعض اس فن کے ماہر قیافہ دان تصویر ہی سے اصل شخص کے متعلق رائے قائم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر لیتے ہیں۔ کہ وہ کیسا ہے۔ پس ضروری سمجھا گیا۔ کہ حضرت اقدسؑ کا فوٹو ایسے لوگوں کی شناخت اور معرفت کے لئے وہاں بھیجا جائے۔ تا اس ذریعہ سے کوئی مشرک حضرت اقدسؑ کی تصدیق کرکے توحید اسلام اختیار کرلے۔ اور بحکم حدیث ایک شخص کا ہدایت پالینا بھی سو سُرخ اونٹوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ سو اس تصویر میں جو ہدایت یا ردّ شرک کا باعث ہو۔ یا کم از کم یہ کہ تصویر بنوانے والے کی نیت یہی ہو۔ کونسی حرمت ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔

سوئم۔ چونکہ مسیح موعود علیہ السلام کا حُلیہ بھی آپ کی خص علامات میں سے ایک علامت ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی حضورؑ کے حُلیئے کو قائم رکھا جاتا۔ تاکہ آئندہ نسلیں بھی پیشگوئی کے مطابق حُلیہ پاکر حضورؑ کی تصدیق کر سکیں وغیرھا من الاغراض الصحیحۃ۔

ناظرین کرام! وہ مسئلہ، جس کی یہ حقیقت ہے، جو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کیا اس کی بناء پر، خدا کے اس موعود مامور اور مرسل سے بگڑنا، جائز ہو سکتا ہے کہ جس کی شان اور جس کا منصب بزبان نبوی یہ ہے کہ وہ تمام امور نزاعیہ میں "حکم"، و "عدل" ہے اور وہ تمام لوگوں کے لئے "اماماً مھدیاً" کی شان میں جلوہ گر ہے۔ پس آؤ، اور اپنے تمام اختلافی مسائل شرعیہ میں، اسی سے فیصلہ چاہو، کہ اس کے فیصلے "عدل"، اور ہدایت کے ترازو میں پورے اُترتے ہیں اور اس کی فطرت عین "فطرۃ الاسلام" ہے پس وہ وہی کرتا ہے اور وہی کہتا ہے کہ جسے، اس کے مالک محبوب اور خالق کائنات نے اور جسے اسکے مطاع و آقا اور سرور کائناتؐ نے مخلوقات کے لئے جائز اور مفید قرار دیا ہوتا ہے لا غیر۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تصویر

آخر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ درباره تصویر حضورؑ ہی کے الفاظ میں نقل کردوں وھو ھذا:-

"میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ کوئی میری تصویر کھینچے اور اسکو بُت پرستوں کی طرح اپنے پاس رکھے یا شائع کرے۔ میں نے ہرگز ایسا حکم نہیں دیا کہ کوئی ایسا کرے اور مجھ سے زیادہ بُت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہوگا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ آجکل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں جو اسکی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے اور اکثر انکے محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں، کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب، اور وہ لوگ بباعث ہزارہا کوس کے فاصلے کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اس ملک کے اہل فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں۔ اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے۔ کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علم فراست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جسکی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السّلام کی تصویر ہے۔ پس اس غرض سے اس حد تک مَیں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی وانما الاعمال بالنیات ٭

اور میرا مذہب یہ نہیں ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جن حضرت سلیمانؑ کیلئے تصویریں بناتے تھے۔ اور بنی اسرائیل کے پاس مُدّت تک انبیاءؑ کی تصویریں رہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بھی تصویر تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہؓ کی تصویر ایک پارچہ ریشمی پر جبرائیل علیہ السّلام نے دکھلائی تھی۔ اور پانی میں بعض پتھروں پر جانوروں کی تصویریں قدرتی طور پر چھپ جاتی ہیں اور یہ آلہ جسکے ذریعہ سے اب تصویر لی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد نہیں ہُوا تھا۔ اور یہ نہایت ضروری آلہ ہے۔ جسکے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہو سکتی ہے ایک اور آلہ تصویر کا نکلا ہے۔ جس کے ذریعہ انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے۔ اور وجع المفاصل ونقرص وغیرہ امراض کی تشخیص کیلئے اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں۔ اور مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت علمی فوائد ظہور میں آئے ہیں چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کُل جانداروں یہاں تک کہ طرح طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہو سکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے وہ ایسے آلے کا استعمال کرنا حرام قرار دے جسکے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے۔ اور اہل فراست کیلئے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔ یہ تمام جہالتیں ہیں جو ہمارے ملک میں پھیل گئی ہیں۔ ہمارے ملک کے مولوی چہرہ شاہی کے سِکّے کے روپے اور دوّنیاں چوّنیاں اور اٹھنّیاں اپنی جیبوں اور گھروں میں سے کیوں باہر نہیں پھینکتے کیا ان سکّوں پر تصویریں نہیں؟ افسوس کہ یہ لوگ ناحق خلاف معقول باتیں کر کے مخالفوں کو اسلام پر ہنسی کا موقعہ دیتے ہیں۔ اسلام نے تمام لغو کام اور ایسے کام جو شرک کے مؤیّد ہیں حرام کیئے ہیں نہ ایسے کام جو انسانی علم کو ترقی دیتے اور امراض کی شناخت کا ذریعہ ٹھیرتے اور اہل فراست کو ہدایت سے قریب کر دیتے ہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۰، ۱۹۱)

(۲) "مَیں نے بہت دفعہ بیان کیا ہے کہ تصویر سے ہماری غرض کیا تھی۔ بات یہ ہے کہ چونکہ ہم کو بلاد یورپ خصوصاً لنڈن میں تبلیغ کرنی منظور تھی۔ لیکن یہ لوگ کسی دعوت یا تبلیغ کی طرف توجہ نہیں کرتے جبتک داعی کے حالات سے واقف نہ ہوں اور اسکے لئے انکے ہاں علم تصویر نے بڑی بھاری ترقی کی ہے۔ وہ کسی شخص کی تصویر اور اسکے خط وخال کو دیکھ کر رائے قائم کر لیتے ہیں۔ کہ اسمیں راستبازی قُوّت قدسی کہاں تک ہے۔ اور ایسا ہی بہت سے اُمور کے متعلق انہیں اپنی رائے قائم کرنیکا موقعہ مل جاتا ہے۔ پس اصل غرض اور نیّت ہماری یہ تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسکو ان لوگوں نے جو خواہ نخواہ ہر ایک بات میں مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ بُرے بُرے پیرایوں میں پیش کیا اور دنیا کو بہکایا۔

مَیں کہتا ہوں۔ کہ ہماری نیّت تو تصویر سے صرف اتنی ہی تھی اگر یہ نفس تصویر کو ہی بُرا سمجھتے ہیں تو پھر کوئی سِکّہ اپنے پاس نہ رکھیں بلکہ بہتر ہے کہ آنکھیں بھی نکلوا دیں کیونکہ ان میں بھی اشیاء کا ایک انعکاس ہی ہوتا ہے۔

یہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ افعال کی تہ میں نیّت کا بھی دخل ہوتا ہے انما الاعمال بالنیات پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں بھلا اگر کوئی شخص محض ریاکاری کیلئے نماز پڑھے تو اسکو یہ کوئی مستحسن امر قرار دینگے سب جانتے ہیں کہ ایسی نماز کا کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ وبال جان ہے تو کیا نماز بُری تھی۔ نہیں اسکے بداعمال نے اسکے نتیجہ کو بُرا کیا اسی طرح سے تصویر سے ہماری غرض تو اسلام کی دعوت میں مدد لینا تھا جو اہل یورپ کے مذاق پر ہو سکتی تھی اسکو تصوّر شیخ بنانا اور دیکھ سے کچھ کہنا افترا ہے۔ جو مسلمان ہیں انکو اس پر غُصّہ نہیں آنا چاہیئے تھا جو کچھ خدا اور اسکے رسول نے فرمایا ہے وہ حق ہے۔" (الحکم ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء منقول از نہج المصلی جلد اوّل صفحہ ۵۲۳)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا فتویٰ

برادر عزیز مولوی ظفر محمد صاحب (مولوی فاضل) مدیر "جامعہ احمدیہ" نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریراً عرض کیا کہ "کیا ہم اپنے مجلہ جامعہ احمدیہ میں عکسی تصاویر شائع کر سکتے ہیں"۔ جسکے جواب میں بعد ملاحظہ حضور نے فرمایا۔ "تصویریں شائع کر سکتے ہیں"۔ (منقول از سالنامہ جامعہ احمدیہ)

والسلام خاکسار تاج الدین لائل پوری (مولوی فاضل) از قادیان

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَالنَّاصِر

نمبر (۲) نمبر (۲)

ندائے ایمان

رسُول کریم صلّے اللہ علیہ وسلّم کی ذات پر حملہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات مبارک کچھ ایسی کُفر توڑ ہے۔ کہ ہر شخص جس کے دل میں کُفر کی کوئی رگ ہو آپ سے دشمنی رکھتا ہے اور آپؐ کی مقدّس ذات پر حملہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے کیونکہ وہ محسوس کرتا ہے۔ کہ آپؐ کی ترقی میں اسکا زوال اور آپؐ کی زندگی میں اس کی موت ہے۔ اسی وجہ سے جسقدر حملے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہوئے ہیں۔ اور کسی نبی پر خواہ عرب کا ہو یا شام کا۔ ہندوستان کا ہو یا ایران کا نہیں ہوئے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتایا ہے۔ دشمنانِ اسلام آپؐ پر حملہ کرنے میں ایک حد تک معذور ہیں۔ کیونکہ اسلام کے ذریعہ سے انکے مکروں اور حیلوں کا تانا بانا ٹوٹتا ہے۔ اور ہر ایک کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے۔ لیکن تعجب ہے ان لوگوں پر جو اسلام سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ قرآن کریم پر ایمان ظاہر کرتے ہیں۔ درود پڑھتے اور سلام بھیجتے ہیں۔ لیکن باوجود اسکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرنے سے نہیں ڈرتے۔ اور ایسے عقائد پھیلاتے ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات کی سخت ہتک ہوتی ہے۔ اور اس طرح عوام الناس کے دلوں سے آپؐ کی محبت کم کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں۔ جو آئے دن عیسیٰ علیہ السّلام کی زندگی کا وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ چوتھے آسمان پر بجسد عنصری بیٹھے ہیں۔ اور کسی زمانہ میں آسمان سے اتر کر لوگوں کو اپنا تابع بنائینگے۔ آہ! یہ لوگ کبھی خیال نہیں کرتے۔ کہ وہ رسولؐ جس کے احسانوں تلے ان کا بال بال دبا ہوا ہے۔ اور جسے خدا تعالیٰ نے سب انسانوں سے افضل قرار دیا ہے اور جو اپنی قوت قدسیہ میں کیا ملائکہ اور کیا انسان سب پر فضیلت لے گیا ہے۔ اس ذریعہ سے وہ اسکی ہتک کرتے ہیں۔ اور ایک ایسے شخص کو جو اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ہو۔ تو آپؐ کی غلامی میں فخر محسوس کرتا۔ آپؐ کے وجود پر فضیلت دیتے ہیں۔

یہ امر ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ کسی شخص نے خدا تعالیٰ کے دین کیلئے تکلیف نہیں اٹھائی۔ آپؐ مکہ میں تیرہ سال تک ایسی تکلیفات برداشت کرتے رہے ہیں۔ کہ ایسی تکلیفات کا ایک سال تک برداشت کرنا بھی انسان کی کمر توڑ دیتا ہے۔ اور آپؐ کے اتباع اور جان نثار مرید بھی ناقابل برداشت ظلموں کا تختۂ مشق بنے رہے ہیں! اسکے مقابل پر مسیح علیہ السّلام اور انکے حواریوں کی قربانیاں کیا ہستی رکھتی ہیں۔ وہ اپنی جگہ کتنی ہی شاندار کیوں نہ ہوں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی قربانیوں کے مقابلہ میں کچھ بھی قیمت نہیں رکھتیں۔ اوّل تو حضرت مسیحؑ کا زمانۂ تبلیغ ہی کُل تین سال بتایا جاتا ہے۔ پھر اس قلیل زمانہ میں بھی سوائے دو چار گالیوں اور ہنسی مذاق کے اور کوئی تکلیف نہیں جو ان کے مخالفوں نے انہیں دی ہو۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی وقت میں تین سال تک ایک تنگ وادی میں محصور رکھا گیا۔ کھانا پینا بند کیا گیا۔ آپؐ سے خرید فروخت کرنیوالوں پر ڈنڈ مقرر کیا گیا۔ غرض اسقدر دُکھ دیئے گئے۔ کہ آپؐ کی زوجۂ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ان تکالیف کی سختی کی وجہ سے بیمار ہو کر فوت ہو گئیں۔ کھانے کی تنگی کی وجہ سے آپ کے صحابہؓ فرماتے ہیں۔ کہ ہم پتے کھانے پر مجبور ہوتے تھے۔ جسکی وجہ سے بکری کی مینگنیوں کی طرح ہمیں پاخانہ آتا تھا۔ بیسیوں دفعہ آپؐ کی اور آپؐ کے اتباع کی جانوں پر حملے کیئے گئے۔ پتھر مارے گئے۔ گلا گھونٹا گیا۔ غلاظتیں پھینکی گئیں۔ غرض کونسی تکلیف تھی جو آپؐ پر نہ آئی ہو۔ لیکن باوجود اسکے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی ارشاد ہوتا رہا۔ کہ فاصبر کما صبر اولوالعزم جس طرح ہمارے پکّے ارادہ والے بندے صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تو بھی صبر سے کام لے۔ اور استقلال کے ساتھ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کر۔ لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ باوجود ان حالات سے واقف ہونیکے مسلمان کہلانے والے اور علم کا دعویٰ کرنیوالے یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو جب سُولی پر لٹکانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے جھٹ کسی اور شخص کو انکی شکل کا بنا کر یہودیوں کے ہاتھ میں پکڑوا دیا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اگر یہ امر صحیح ہے تو کیا مسیحیوں کا حق نہیں۔ کہ وہ دعویٰ کریں۔ کہ ہمارا رہنما تمہارے نبی سے افضل تھا۔ کہ تمہارے نبی کو تو تیرہ سال تک مکہ میں اور پانچ سال تک مدینہ میں زبردست تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مصیبت میں پڑا رہنے دیا۔ اور کوئی خاص مدد نہ کی۔ لیکن [illegible] پر ایک ہی دفعہ لوگوں نے ہاتھ ڈالنا چاہا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اُسے چوتھا آسمان پر جا بٹھایا۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی تکلیف برداشت نہ کرنے دی ؛

اے اسلام کا درد رکھنے والو! اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنیوالو! کبھی آپ نے سوچا بھی۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اس طرح آسمان پر بٹھا کر آپ کے علماء نے اسلام پر کس طرح ظلم کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسقدر ہتک کی ہے ؟

اسی طرح کیا کبھی آپ نے یہ بھی سوچا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کے اسقدر لمبے عرصہ سے آسمان پر زندہ موجود ہونیکے عقیدہ سے ان علمائے مسیحیت کو کسقدر طاقت بخشی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر زندہ رکھا ہوا ہے۔ وہ یقیناً اُس شخص سے افضل ہونا چاہیئے جسے ایک معمولی سی عمر دیکر اللہ تعالیٰ نے وفات دی اور پھر جبکہ ساتھ یہ بھی مانا جائے۔ کہ وہ صرف آپ ہی زندہ نہیں۔ بلکہ دوسرے مُردوں کو بھی زندہ کیا کرتا تھا جیسا کہ مسلمانوں میں اسوقت عام عقیدہ ہے۔ تو پھر اس امر میں کوئی شبہ بھی نہیں رہتا۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت مسیح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے افضل تھے۔ مگر کیا خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم اس عقیدہ کی تائید کرتی ہے ؟ ہرگز نہیں۔ قرآن کریم اس عقیدہ کو دھکے دیتا ہے۔ اور سرتاپا اس کی تردید کرتا ہے۔ وہ تو کھول کھول کر بتاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے سردار ہیں۔ اور سب نبیوں سے یہ عہد لیا جاتا رہا ہے۔ کہ اگر آپ کا عہد پائیں تو آپؐ کی مدد کریں اور تائید کریں اور آپؐ پر ایمان لائیں۔ پس کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ سرداری کی خلعت تو نسبتاً چھوٹے درجہ کے آدمی کو دیدی جائے اور سردار کو اس سے محروم کر دیا جائے ؛

اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ اگر فی الواقع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سب نبیوں کے سردار ہیں۔ اور مجھے اُس خدا کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانی لعنتی کا کام ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم یقیناً سب نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں۔ اور کوئی انسان اس زمین پر نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو گا۔ جو آپؐ کے درجہ کو پہنچ سکے۔ باقی سب انسان آپؐ سے درجہ میں کم ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے قرب کا جو مقام آپؐ کو ملا ہے اور خدا تعالیٰ جو غیرت آپؐ کے لئے دکھاتا تھا وہ مقام کسی کو نہیں ملا۔ اور وہ غیرت خدا تعالیٰ اور کسی کے لئے نہیں دکھائی۔ مسیحؑ کیا تھا؟ وہ موسوی سلسلہ کے نبیوں میں سے ایک نبی تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے درجہ کو موسوی سلسلہ کے سب نبی مل کر بھی نہیں پہنچ سکتے۔ پھر کس طرح ہو سکتا تھا کہ خدا تعالیٰ مسیح علیہ السّلام کو تو دشمنوں کے حملہ سے بچانے کیلئے آسمان پر اُٹھا لیتا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو چھوڑ دیتا۔ کہ لوگ ان پر پتھر برسا برسا کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زخمی اور لہولہان کریں۔ اور سنگ باری کر کے آپؐ کے مبارک دانت توڑ دیں۔ حتیٰ کہ آپؐ بیہوش ہو کر گر جائیں جیسا کہ اُحد کی جنگ کے موقع پر ہُوا؟ بخدا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ نے کسی کو آسمان پر اُٹھانا ہوتا تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُٹھاتا۔ اور اگر اس نے کسی کو صدیوں تک زندہ رکھنا ہوتا تو وہ آپؐ کو زندہ رکھتا۔ پس نادان ہیں وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ کو خدا تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھا لیا اور وہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ کیونکہ ان کا یہ عقیدہ نہ صرف قرآن کریم کے مخالف ہے۔ بلکہ مسیحیت کو اس سے طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں ہتک ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی ہتک ہے۔ کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نعوذ باللہ ظالم ہے۔ کہ جو اعلیٰ سلوک کا مستحق تھا۔ اس سے تو اس نے ادنیٰ سلوک کیا۔ اور جو ادنیٰ سلوک کا مستحق تھا اس سے اس نے اعلیٰ سلوک کیا۔ اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ زمین پر بے بس تھا۔ تبھی تو اس نے مسیح علیہ السلام کو بچانے کیلئے آسمان پر اُٹھا لیا۔ حالانکہ اگر مسلمان غور کرتے تو یہ آسمان پر اُٹھانے کا عقیدہ تو مسیحیوں نے اپنی نادانی سے گھڑا ہے۔ کیونکہ ان کی محرّف مبدّل کتاب میں لکھا ہے۔ کہ خدا کی بادشاہت ابھی زمین پر نہیں آئی چنانچہ مسیحی لوگ اب تک دُعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے خدا جس طرح تیری بادشاہت آسمان پر ہے اسی طرح زمین پر بھی ہو۔ لیکن اسلام تو اس عقیدہ کو کفر قرار دیتا ہے۔ وہ تو صاف الفاظ میں سکھاتا ہے۔ کہ اللہ ملک السموات والارض آسمان اور زمین کی بادشاہت اُسی کے قبضہ میں ہے۔ پس اگر مسیحی یہ عقیدہ رکھیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مسیحؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ تو وہ تو مجبور ہیں۔ کیونکہ اُن کے عقیدہ کے رو سے زمین پر خدا تعالیٰ کی بادشاہت نہ تھی۔ اسی وجہ ان کے نزدیک وہ زمین پر مسیحؑ کی حفاظت کرنے سے بے بس ہو گا مگر مسلمانوں کو کیا ہُوا۔ کہ مسیحیوں کی نقل میں انہوں نے بھی خواہ مخواہ مسیحؑ کو آسمان پر چڑھا دیا۔ حالانکہ اُنکے خدا کی بادشاہت تو جس طرح آسمان پر ہے۔ اسی طرح زمین پر بھی ہے اُسے کیا ضرورت تھی۔ کہ وہ یہودیوں سے ڈر کر اپنے نبی کو آسمان پر اُٹھا لیتا۔ وہ اسی زمین میں ہی اسکی حفاظت کر سکتا تھا۔ اور اسکے دشمنوں کو تباہ کر سکتا تھا ÷

غرض جسقدر بھی غور کیا جائے حضرت مسیحؑ کو آسمان پر زندہ ماننے میں خدا تعالیٰ کی بھی اور رسول کریمؐ کی بھی ہتک ہے۔ اور مسیحیت نے اس سے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا ہے۔ اور لاکھوں مسلمان اس عقیدہ کی وجہ سے ٹھوکر کھا کر مسیحی ہو گئے ہیں۔ پس اب بھی وقت ہے کہ مسلمان سمجھ جائیں اور اس خلاف اسلام اور خلاف عقل عقیدہ کو چھوڑ کر توبہ کریں اور اپنے دوستوں کو بھی سمجھائیں ورنہ رسول کریمؐ کی ہتک کا جُرم معمولی جُرم نہیں۔ انہیں سمجھنا چاہیئے کہ انہوں نے اپنی جان خدا تعالیٰ کو سپرد کرنی ہے نہ کہ مولویوں کو۔ پس پیشتر اسکے کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے چاہیئے کہ سب مسلمان ایک زبان ہو کر اس گندے اور ہتک رسولؐ کرنیوالے عقیدہ کو اپنے دل سے نکال دیں تاکہ مسیحیت کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے اور مسیحؑ کو مُردہ کر دیں۔ کہ اسکے مرنے کے ساتھ ہی مسیحیت کی موت اور اسلام کی حیات ہے۔ کیا کوئی دردمند انسان ہے جو اپنے علاقہ میں مسیحؑ کو مار کر اسلام کو زندہ کرے یقیناً جو ایمان کی وجہ سے نہ کہ نیچریت کی وجہ سے ایسا کریگا خدا تعالیٰ کی رحمت کو پا لیگا۔ اور خدا تعالیٰ اسے اپنی مرضی کی راہ پر چلنے کی توفیق دیگا۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین ÷ خاکسار مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان

اگر آپ اسلام کا درد اور اپنی قوم کی خیر خواہی مدِّ نظر رکھتے ہیں۔ تو ہر مسلمان کہلانیوالے کی ہمدردی کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ جہاں تک ہو سکے۔ مسلمان تاجروں سے مال خریدیں۔ اور اپنی اولادوں کے دل میں یہ خیال پیدا کریں۔ کہ مسلمان بہادر ہوتا ہے۔ وہ کسی قوم کے فرد یا مجموعہ سے نہیں ڈرتا ÷ مرزا محمود احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ بقایا و فاضلہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان بابت ماہ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم بقایا		
۱	بیت المال	۱۰	۷	۶۷۶۸۹
۲	طبع و اشاعت	۳	۴	۱۵۱
۳	بورڈران ہائی	۹	۹	۷۲۲
۴	؍؍ احمدیہ	۳	۲	۶۸
۵	مقبرہ بہشتی			۷۱۶۷۱
۶	قرضہ	۰	۰	۱۷۶۵۸
۷	منارہ	۰	۰	۳۳۹۵
۸	پراویڈنٹ فنڈ	۸	۱۵	۳۶۰۴
۹	ترقی اسلام	۳	۸	۵۵
۱۰	بک ڈپو	۶	۹	۷۶
	میزان	۰	۶	۱۶۵۰۹۳

نمبر شمار	نام صیغہ	رقم فاضلہ		
۱	بقایا و پیشگی	۰	۷	۳۶۴۱۵
۲	جائداد	۹	۴	۹۱۳
۳	ایجنسی	۰	۰	۴۸۵۰
۴	تعمیر	۶	۱۳	۱۳۶۲
۵	ناظر اعلیٰ	۳	۸	۴۳۴۲
۶	قضاء	۰	۱۲	۶۷
۷	افتاء	۰	۰	۱۵
۸	پرائیویٹ سیکرٹری	۹	۱	۱۱۳۴
۹	محاسب	۹	۱۲	۴۷۴۱
۱۰	ہسپتال	۹	۱۰	۸۳۴
۱۱	دعوت و تبلیغ	۶	۳	۳۴۰۳۱
۱۲	ہائی سکول	۶	۱۱	۱۰۷۳۱
۱۳	صدقات	۹	۹	۶۳۵۷
۱۴	گرلز سکول	۳	۱۱	۳۴۷۸
۱۵	مدرسہ احمدیہ	۶	۱۳	۸۸۷۵
۱۶	جامعہ احمدیہ	۶	۱۰	۵۲۱۶
۱۷	احمدیہ ہوسٹل	۰	۷	۱۷۳۵
۱۸	امور عامہ	۶	۱۱	۳۴۱۳
۱۹	ضیافت	۰	۸	۱۰۶۸۰
۲۰	تعلیم و تربیت	۹	۳	۳۸۹۱
۲۱	تالیف و تصنیف	۳	۳	۶۷۲۲
۲۲	امور خارجہ	۶	۱۳	۳۵۰۲
۲۳	خلافت	۰	۰	۵۷۸۵
۲۴	تجارت	۳	۴	۲۱۱۴
	میزان	۰	۶	۱۶۵۰۹۳

محمد اشرف

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

اخبارات سلسلہ احمدیہ

الفضل — ہفتہ میں تین بار دس روپے سالانہ۔ طلباء سے ۸ روپے سالانہ

ریویو آف ریلیجنز اردو ماہوار — تین روپے سالانہ

ریویو آف ریلیجنز انگریزی — سات روپے سالانہ ۲۰×۳۰/۸ — ۲۸ پونڈ کا کاغذ

سن رائز — ہفتہ وار ۵ روپے سالانہ

مصباح — مہینہ میں دو بار عورتوں کا ... اخبار ۲ روپے سالانہ

منگوانے کا پتہ: مہتمم طبع و اشاعت قادیان

ریویو آف ریلیجنز اُردو - قادیان دارالامان - ۵ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانی

ڈاکٹر ایس کے برمن

ڈی ایس
ڈاکٹر - ایس - کے - برمن
لمیٹڈ
کلکتہ

منعقدہ
اسٹار
ٹریڈ مارک
رجسٹرڈ
سنہ ۱۹۸۴ء

قریب پچاس سال سے مشہور پیٹنٹ دوائیں

ضروری اطلاع

ہر خاص و عام کو نہایت خوشی سے آگاہ کیا جاتا ہے کہ کلکتہ کے مشہور نامی گرامی ڈاکٹر ایس کے برمن کے پچاس سالہ کارخانہ کو ترقی دیکر اچھی طرح خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے مذکورہ بالا نام سے لیمیٹڈ کرالیا گیا ہے

المشتہر
جینی لال برمن مالک کارخانہ ڈیس کے برمن

خون صاف کرنے میں مشہور دوا

آئی یوڈائیزڈ سالسہ

یہ سالسہ کھلا ہونیکی وجہ سے ہر موسم میں استعمال کیا جاتا ہے اسمیں کسی خاص پرہیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ آتشک گٹھیہ پارہ ملی ہوئی دواؤں کے استعمال سے اگر خون خراب ہو گیا ہو تو اسے استعمال کیجئے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ چار آنہ ۲/۴ ڈاک محصول آٹھ آنہ ۸/

نو ایجاد

آئی لوشن

نو ایجاد

اس سے آنکھ کی سرخی جلن کرکرک پانی بہنا اور دھندھی صرف تین چار دن کے استعمال سے رفع ہوتے ہیں آنکھوں کی اچھی حالت میں بھی دُھول دُھواں دُھوپ کی تیزی و چوٹ لگنے کی لالی میں بھی مفید ہے۔ قیمت مع بوند ٹپکانے کے آلہ کے آدھ اونس کی شیشی ۹/
ڈاک محصول دو شیشی تک ۶/

نوٹ:- ہماری دوائیں ہر جگہ بکتی ہیں ڈاک خرچ بچانے کے لئے اپنے مقامی ایجنٹ سے خریدیں۔

صیغہ نمبر (۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴

ایجنٹ شیخ محمد وارث رحمت علی سوداگر گورداسپور

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا